چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی | Reg. No. L CCLXXXVIII | دوا بینی، شفا بینی، عوض دا...

(ضمیمہ درس قرآن مجید) معہ

مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۷ جولائی ۱۹۱۱ء مطابق ...

جلد ۹ — نمبر ۳۷

سارے جہان سے اچھا دار الاماں ہمارا — اڈیٹر مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ — دار الاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

خطبۂ جمعہ

یکم جولائی کو حضرت امیر المؤمنین نے ویقول الانسان ءاذا مت لسوف اخرج حیا۔ پر خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ کہ اگر کامل یقین ہو کہ فلاں بات کا یہ نتیجہ ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا۔ کہ انسان فکرمند نہ ہو۔ برسات آنے والی ہو۔ تو سب کو لپائیوں کا فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ بیج بونے کی تیاریاں (باوجود ان خوفوں کے کہ کھیتی شاید ہو یا نہ ہو۔ یا پھر اس کے بعد اٹھانی یا کھانی نصیب ہو یا نہ ہو) کر لیتے ہیں۔ امتحان قریب ہو۔ تو لائق سے لائق لڑکا کچھ نہ کچھ تیاری کر لیتا ہے یہ اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے کل امتحان ضرور ہوگا۔ تو پھر اگر قیامت کا یقین پیدا ہو۔ تو انسان کیوں گناہ اور لوگوں کی حق تلفیاں اور اکل مال بالباطل کرے۔ ایسے ایسے برے کام کر کے وہ زبان حال سے جتاتا ہے۔ کہ اسے یوم الحساب کا یقین نہیں اگر یقین ہو تو اس کے متعلق تیاری بھی کرے اس کے بعد ایک دلیل بیان کرتا ہے۔ کہ انسان کچھ نہ تھا۔ ہم نے اسے اپنی صفت ربوبیت کے ماتحت تدریج اس حالت میں پہونچایا جو پورا ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ ہم اسے پھر اٹھائیں گے۔ اور حسب اعمال جنت یا دوزخ میں پہنچائیں گے۔ اس کی تفصیل فرماتا ہے۔ کہ متقیوں کو بچائیں گے۔ اور ظالموں کو دوزخ میں بھجوائیں گے۔ اسوقت معلوم ہوگا۔ کہ یہ ظاہری دکھلاوے کا ساز و سامان کہاں تک کسی کے کام آنیوالا ہے

یہاں تک کہ اس دنیا میں بھی یہ چیزیں ان کو حقیقی عزت نہیں دے سکیں۔ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا۔ کہ آپ کے قرآن میں نمرود حضرت ابراہیم کے مقابل کا ذکر ہے حالانکہ وہ کوئی شخص نہیں ہوا۔ میں نے کہا یہی تو اعجاز قرآنی ہے۔ کہ اس مدمقابل کا نام نہیں لیا۔ گویا بتلا دیا کہ یہ ایسا بے نشان کیا جاوے گا کہ ایک زمانہ میں اس کی ہستی سے بھی انکار کیا جائے گا۔ اس کے خلاف حضرت ابراہیم کو دیکھو۔ کہ مجوس۔ عیسائی۔ یہودی مسلمان سب ہی اس کا نام عزت سے لیتے ہیں۔ اور اس کی اولاد تمام روئے زمین پر موجود ہے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی پانچ بار تو چھتوں پر باواز بلند پکارا جاتا ہے۔ اور پھر کس عزت کے ساتھ مگر کیا کوئی عتبہ۔ ربیعہ۔ شیبہ ابوجہل اور پھر امام حسینؓ کے مقابل یزید کی اولاد ہونے کیطرف بھی اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ یاد رکھو آرام کی زندگی کے لئے یہ چالاکیاں یہ ساز و سامان کی حرص مفید نہیں بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے جس باغ میں میں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے۔ تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں مشکلات میں پھنسے ہوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا

تصحیح

سب ناظرین بدر کو تاکیداً عرض کیا جاتا ہے۔ کہ پچھلے اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مکتوب میں صفحہ اول کالم ۳ کے اخیر میں ایک سطر لکھنے سے رہ گئی۔ جس کیوجہ سے مطلب خبط ہو گیا۔ سب صاحبان اسے درست کر لیں۔ کچھ اصلاح قلم سے کر بھی دی تھی۔ صحیح عبارت یوں ہے۔

"ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور اب تک بقید حیات ہیں اس عاجز کے پاس ذکر کیا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خراب حالت میں دیکھا۔"

*

قیبا، دو ہزار روپیہ

یہ خریداران بدر کے ذمے بقایا ہے وی پی کئے گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ خوش معاملہ انصار بدر وی پی وصول فرما کر ہمیں مزید نقصان سے محفوظ رکھیں گے۔ بقایا کا حال یہ ہے اور پھر ہم سے شکایت ہوتی ہے کہ اخبار کا حجم کیوں زیادہ نہیں کرتے بعض وقت دیر کیوں ہو جاتی ہے

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق چھپکر شائع کیا)

(کتبہ محمد حسین الرقم)

سبیل ترقی

ایک "نواب زادہ سید" پیسہ اخبار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قوم کی کیا حالت ہے اور اس کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ آیا ایک حاجی کی ضرورت زیادہ ہے۔ یا گریجوایٹ کی: مسجد کا امام مقدم ہے یا ایک پروفیسر۔ سال میں بلا ناغہ آدمی حج کر آئیں۔ یہ اچھا ہے یا ایک مسلمان امریکہ قاہرہ۔ بیروت۔ جاپان یا لنڈن سے ڈگری حاصل کر آئے۔ وہ کار خیر ہے۔ آیا مسجد کی زیادہ ضرورت ہے یا کالج یا مدرسہ کی۔"

حضرت! آپکے گریجوئٹون اور جاپان لنڈن کی سیر کرنیوالون نے تاحال تو سوائے اس کے کہ اپنے آبار و اجداد کا محنت سے کمایا ہوا روپیہ خرچ کر آئے ہون اور تو کچھ نہین کیا۔ ہان یہی خانہ کعبہ کا حج کرنے والے اور مسجد مین پانچوقت نماز پڑھنے پڑہنے والے تھے۔ جنھون نے ایک دنیا کو فتح کیا۔ اور اپنی حکومت کا سکہ عرب سے چین تک چلایا۔ نہ تو ہماری سرکار صلعم نے کسی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ نہ صحابہ کسی کالج کے گریجوایٹ بنے۔ خش پوش ریگستان کے رہنے والے تھے۔ قرآن مجید پر عمل تھا۔ اسی روشن کتاب کے کروہ مظفر و منصور۔ معزز و مکرم ہوئے۔

جمعہ کی تعطیل

وطن مین ایک لمبی چوڑی مراسلت دربارہ تعطیل جمعہ چھپی ہے تحریک بہت ہی ضروری ہے۔ مگر افسوس ہے جب یہی تحریک سب سے اول ہمارے امام الائمہ مسیح موعود علیہ السلام نے کی۔ اور ایک عرضداشت گورنمنٹ کے حضور بھیجی تو اسوقت ان لوگون نے ساتھ دینے سے عملاً انکار کیا لیکن آخر ان کو وہی بات ماننی اور کرنی پڑی جو مسیح نے کئی سال پہلے کی صداقت آخر صداقت ہی ہے وہی عیسائی لوگ جو طلاق کو اسلام مین ایک عیب خیال کرتے تھے الیسی عدالتون کے نکالنے پر مجبور ہوئے ہین جنہین طلاق کے مقدمات فیصل ہون اسیطرح مین دیکھتا ہون کئی اور مسائل اسلام مین جن کیطرف آہستہ آہستہ لوگ آرہے ہین۔ مسیح موعود نے جو جو تعلیمین پیش کین ان کا بہت سا حصہ معاندان رہے ہین۔ حتی کہ مولوی محمد حسین بٹالوی بھی اس اظہار پر مجبور ہو گیا۔ کہ مہدی نشانات آسمانی کے ساتھ آئے گا اور وہ آکر جنگ نہین کریگا۔ تعجب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک الیسی عقائد کی کتاب پر تمام علماء کو دستخط کرنے کے لئے تحریک کی

یضع الحرب

بعض مخالفین کیطرف سے یہ سوال پیش کیا جاتا ہے۔ کہ یضع الحرب کس بخاری مین ہے ان کیخدمت مین عرض ہے کہ:۔

مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری کی محشی بخاری جو ۱۲۸۲ھ مین چھپی ہے اس کے صفحہ ۴۹۰ کتاب بدء الخلق باب نزول عیسٰی بن مریم علیہما السلام مین یہ حدیث ہے۔ حدثنا اسحٰق انا یعقوب بن ابراہیم ثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب ان سعید بن المسیب سمع ابا ہریرہ قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب۔

اسی طرح ایک اور بخاری ہے۔ جس کے ٹائیٹل پر لکھا ہے۔ قد انطبعت بمطبع استاد المطبعین افضل المعاصرین الراجی الی عفو ربہ الشکور عبد الغفور المشہور بہ او دمیان ابن محمد عبد اللہ دہلی اس کے صفحہ ۲۵ مین ویضع الحرب ہے یہ بخاری ۱۲۷۲ھ مین طبع ہوئی ہے۔ اور میرے نزدیک تو یضع الجزیۃ مین بھی کوئی مشکل نہین۔ کیونکہ مسیح موعود ناسخ شریعت محمدیہ نہیں یعنی ایسا نہین ہو سکتا کہ وہ حتی یعطوا الجزیۃ کو منسوخ قرار دے پس یضع الجزیۃ کے معنے یضع الحرب کے ہین۔

وفاتِ مسیح

"سیدی و مولائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ کو ایسا صاف کر گئے ہین۔ کہ اب اس پر مزید لکھنے کی کچھ بھی حاجت نہین مگر دیکھا جاتا ہے۔ کہ اب تک بعض لوگ عمداً تاریک کونہ مین سر دیکر آفتاب صداقت کے طلوع سے انکار کرتے ہین۔ ان کا جواب مین تو یہی کافی سمجھتا ہون۔

ہے قصور اپنا ہی اندھون کا وگرنہ وہ نور ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

مگر بعض شہرت پسند طبائع ہمارے سکوت کو جو جواب جاہلان کی بناء پر ہوتا ہے۔ اپنی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت قرار دیتی ہین اس لئے ایک شخص کی تحریر کے جواب مین یہ مختصر سا مضمون درج کرتا ہون اور ساتھ ہی یہ بھی بتائے دیتا ہون کہ یہ جواب اس فرع کے لئے ہرگز مفید نہین ہو سکتا۔ جو ہر سیدھی بات کو الٹی قرار دینے مین مشاق ہو یا جسکی مضمون نویسی محض شہرت یا اپنو اغیر مین رسوخ پیدا کرنے یا یسوعی مشنریون کی صحبت کے اثر کا نتیجہ ہو"۔ ہو ہذا۔

جو مضمون جناب نے دربارہ حیات مسیحؑ بموجب مسلمہ اعتقاد حضرت مرزا صاحب کے آیت لیومنن کے متعلق مرزائیون کو مخاطب کر کے پانچ روپے انعام کا وعدہ دے کر جواب طلب کیا ہے۔

مین نے آپکی تحریر دیکھ کر پھر ازالہ اوہام کو بنظر غور پڑھا ہے۔ تو سخت افسوس آیا کہ کیسے محقق و مدقق لوگ ہین۔ کہ خدا کا خوف تو انہون نے قرب و جوار سے بھی گذرنے نہین دیا۔ پس و پیش سیاق سباق عبارت کی ذرا بھر پرواہ نہین کرتے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے صاف صاف الفاظ مین وفات مسیحؑ ثابت فرمائی ہے۔ اگر تعصب کی پٹی تھوڑی دیر بھی یہ لوگ دور کر کے انصاف کی آنکھون سے پڑہین۔ تو فوراً ان کو حق اظہر من الشمس روشن ہو جاوے۔ مگر اللہ تعالٰی ہی توفیق دیوے اس آیت کے متعلق ہمارے سلسلہ کی کتابون و اخبارون مین کافی سے زیادہ سینکڑون دفعہ بھی بحث ہو چکی ہے۔ کہ آیۃ لیؤمنن سے کیسا ایمان مراد ہے اور یہ اور موتہ کی اضمار کس طرف راجع ہین۔ اور آیت کا سیاق سباق کیا اظہار فرماتا ہے۔ اور اس کا ما قبل کلام سے کیا تعلق و رابطہ ہے اور اگر حیات و نزول مسیح معنے مراد کہین۔ تو پھر کیا تعارض و تناقض ہوتا ہے۔ کیونکہ جب قرآن شریف مین ایک نہین دو نہین بلکہ تیس آیات بلند آواز ڈنکے کی چوٹ سے منادی کر رہی ہین۔ تو پھر ان سب کے برخلاف ہم کس طرح حیات مسیح کے قائل ہو جاوین۔ اور قرآن کی تکذیب کے مدعی بنین۔ ہان اون لوگون کی خاطر جن کو ہماری کتابین پڑہنے یا سننے سے سخت عار و نفرت ہے یا اتفاق ہی نہین ہوا یا خود نہین کی ہے۔ چند سطور لکھ دیتا ہون۔ جاننا چاہئے کہ قائلین حیات مسیح کا یہ دعوے (کہ روئے زمین کے جملہ اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آوین گے۔ اور ان مین کوئی جھگڑا اور باہم اختلاف نہین رہے گا۔ سب کے سب ایک مذہب مین داخل ہو جاوین گے) دو وجہ سے قابل تسلیم نہین ہے۔ اول تو کل اہل کتاب کا ایمان لانا ثابت نہین ہو سکتا۔ کیون کہ جو اہل کتاب مر چکے ہین یا مرے ہین۔ وہ مسیح پر ایمان نہین رکھتے۔ حالانکہ بموجب دعوی مدعیان حیات مسیح کل اہل کتاب کا مسیح کی موت سے پہلے اس پر ایمان لانا ضروری تھا۔ پس یا تو نہ کوئی اہل کتاب فوت ہوا اور نہ ہوتا ہے۔ یا نزول مسیح کے بعد ایمان لا کر فوت ہون گے۔ یا مسیح کی زندگی کا خیال غلط ہے۔ اگر زمانہ نزول مسیح کے سب اہل کتاب مراد لئے جاوین۔ تو پھر اس صورت مین کل کُل نہ رہا۔ جزو اور بعض ہوگا۔ نیز اس وقت بھی کئی منکر خواہ اہل کتاب ہون۔ یا غیر اہل کتاب۔ مسیح کے دم سے بحالت کفر ہلاک ہون گے۔

خ فیض میان مدرس شادیوال (گجرات)

چنانچہ ہزارہا یہودیوں کا پتھروں اور درختوں کے پیچھے سے پکڑ کر قتل کرنا خود مدعیان حیات مسیح کے کئی پیرو بھی تسلیم کرتے ہیں پھر جمیع اہل کتاب کا ایمان لانا کیونکر مانا جاوے (دوم) اس اعتقاد سے کہ تمام اہل کتاب ایمان لے آوینگے اور انمیں کوئی اختلاف نہیں رہیگا یہ سب لوگ ایک مذہب میں داخل ہو جاوینگے۔ آیات ذیل کی تکذیب لازم آتی ہے اور قرآن کلام معجز نظام میں ایک عظیم الشان اختلاف پڑ جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کلام اس نقص سے پاک ہے۔ وہ آیتیں یہ ہیں (۱) سورہ آل عمران پ۳ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ معلوم ہوا۔ کہ مسیح کے منکر قیامت تک رہیں گے۔ (۲) سورہ مایدہ پ۶ والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (۳) پ۶ ولا تزال تطلع علیٰ خائنۃ منہم الخ الا قلیلاً۔ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامہ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل کتاب کی خیانت و عداوت و بغض قیامت تک رہیگی بجز قلیل آدمیوں کے (۴) سورہ بقرہ۔ ولن ترضیٰ عنک الیہود ولا النصاریٰ حتیٰ تتبع ملتہم (۵) ولئن اتیت الذین اوتو الکتاب بکل آیۃ ما تبعوا قبلتک الخ وما بعضہم بتابع قبلۃ بعض (۶) وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیٔ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیٔ الخ فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ۔ فیما کانوا فیہ یختلفون۔) اس سے ظاہر ہے۔ کہ انکے اختلاف قیامت کو فیصل ہو کر مٹیگا۔ (۷) واذ تاذن ربک لیبعثن علیہم الخ من یسومہم سوء العذاب یوم القیامۃ اعراف پ۹ یعنی یہود قیامت تک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ (۸) یونس پ۱۱ ان ربک یقضی بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون۔ بنی اسرائیل کے اختلافات کا قیامت کو فیصلہ ہو گا (۹) ہود پ۱۲ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین۔ یہ روشن ہے۔ کہ یہ اختلاف ہمیشہ ہی رہیگا۔ (۱۰) نحل پ۱۴ انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ وان ربک لیحکم بینہم فیما کانوا فیہ یختلفون۔ نحل پ۱۴ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ (۱۲) حج پ۱۷ ولا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتیٰ تاتیہم الساعۃ بغتۃً (۱۳) سجدہ پ۲۱ ولقد اتینا موسی الکتاب الخ ان ربک یفصل بینہم یوم القیامۃ (۱۴) سورہ زخرف پ۲۵ ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا الخ (۱۵) جاثیہ پ۲۵ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب الخ ان ربک یقضی بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون (۱۶) سورہ نساء۔ ولکن لعنہم اللہ بکفرہم فلا یؤمنون الا قلیلاً۔ اس قدر آیات شواہدات بینات کی تکذیب و تخلیف کرنا ایک مسلمان جو کہ مدعی بل متبع قرآن شریف ہو اس کیلئے سخت عار و ذلت ہے کہ وہ پھر بھی حیات مسیح کا قائل ہو کر بنی اسرائیل وان اہل کتاب کے ایمان بر مسیح پر اعتقاد رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت کی آنکھ نصیب کرے۔ آمین۔

(راقم فتح علی مدرس مشن ہائی سکول۔ ڈلوال ضلع جہلم ۱۳؍۷)

لا یمسہ الا المطہرون

آریہ مسافر میں کوئی صاحب

"شاکر" اعتراض کرتے ہیں۔ کہ لا یمسہ الا المطہرون کے معنے ہیں۔ مت چھوؤ قرآن کو بحالت ناپاکی ...... اور ناپاکی سے مراد جنابت و حیض ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وحی اکثر اوقات ایسے موقعہ پر نازل ہوا کرتی تھی۔ جب آنحضرت بی بی عائشہ کے ساتھ سوتے تھے۔ تو بحالت جنابت آنحضرتؐ پر وحی کا نازل ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ یہ حکم الٰہی اب کہاں رہا۔ کہ قرآن کو بحالت ناپاکی مت چھوؤ۔ جبکہ خود وحی بحالت جنابت آنحضرتؐ پر نازل ہوتی رہی۔

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ المرء یقیس علیٰ نفسہٖ شاکر صاحب سچے مسلمانوں کے طرز عمل اور ان کی کتاب کے احکام سے واقف نہیں۔ صرف یہ جانتے ہیں۔ کہ اسلام پر بیجا اعتراض کرنا بھی آریوں کا ایک فرض ہے۔ ورنہ وہ اعتراض سے پہلے کم از کم ایک معمولی مسلمان ہی سے پوچھ لیتے کہ کیا بی بی کے ساتھ سونا او جنبی ہو جانا لازم ملزوم میں ہرگز نہیں۔ شاکر صاحب پر مخفی نہ رہے۔ کہ قرآن مجید میں عورتوں کی بہت قدر کی گئی ہے۔ اور ان کو "لباس" فرمایا گیا۔ اور یہ تو مشہور ہی ہے۔ کہ الناس باللباس (اسلام میں وہ مکمل انسان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ جو متاہل نہ ہو۔ کیونکہ بہت سے اخلاق و ترقیات کی تکمیل اسی پر مبنی ہے) پس جیسے کوئی متقی و شریف لباس اتار نہیں دیتا۔ مگر ضرورتاً۔ اسی طرح مسلمان اپنی بی بی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اپنے بستر سے اسے الگ نہیں کرتے۔ مگر اس صورت میں کہ اظہار ناراضی مقصود ہو۔ جیسے فرمایا۔ واہجروھن فی المضاجع۔ یا کوئی اور عذر و ضرورت شرعی ہو۔ اور پھر اپنے نفس پر پورا قابو رکھنے والے ہوتے ہیں۔ وہ راتوں کو طاہر و مطہر اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں۔ چنانچہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے واقعات زندگی اس پر شاہد ہیں۔ پس ساتھ سونے کو حالت جنابت کا مرادف قرار دے لینا۔ اعلے اخلاق سے بہت گری ہوئی بات ہے۔ کیونکہ اب بھی ہزارہا مسلمان جو (بیویوں سے نیک معاشرت کے معاملہ میں) نبی کریمؐ کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ اس بات کے زندہ شاہد موجود ہیں کہ ایک بستر پر ہونا اور حالت جنابت لازم ملزوم نہیں کیونکہ مسلمان نکاح کرکے بیوی سے تاحیات تعلق قائم رکھنے کی نیت رکھتے ہیں۔ اور اپنی طبیعت میں ایک اطمینان و سکون پاتے ہیں۔ نیوگ والی بات نہیں کہ غلط اور اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف تعلق ہو۔ پس یہ اعتراض ایک غلط فہمی اور ناواقفی پر مبنی ہے۔ آپ کو ثبوت دینا چاہیئے۔ کہ حالت جنابت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔ اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ کہ پوری آیت یوں ہے

فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون۔ لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین۔

قرآن مجید کا طرز استدلال نہائت ہی عجیب و غریب و پختہ و اعلےٰ ہے وہ بدیہیات سے نظریات کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ سمجھانا چاہتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی دنیا کو ضرورت ہے وہ کریم ہے وہ رب العالمین سے اتارا گیا۔ چونکہ وہ پاک ہے اس لئے پاک ہی اسکو اصلی شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس کا ثبوت عام نظارۂ قدرت سے دیتا ہے کہ تم ستاروں کے مقاموں کو دیکھو۔ جب اس آسمانی دنیا میں راہ پانے اور بعض زمینی انتظامات کو ایک طریق پر چلانے کے لئے ہم نے ستارے بنائے۔ تو کیا اس روحانی دنیا میں رہبری کے لئے کوئی نور نہ بنائیں گے۔ یہ امر ہماری صفت ربوبیت عالمین کے خلاف ہے۔ کہ جسمانی روحانی دونوں جہانوں کا انتظام نہ کریں۔ پس ضرور تھا۔ کہ ہم ایک نور نازل کریں۔ اور وہ قرآن کریم ہے۔ مگر جیسے ستارے دور سے بہت چھوٹے نظر آتے ہیں۔ اور اپنی اصلی حالت سے بہت ہی حقیر اور کم نظر آتے ہیں۔ سو ان کے جو اپنی نظر کو دوربین وغیرہ آلات سے مکمل کر لیں۔ اسی طرح اس روحانی "ستارے" کو مادی دنیا کے لوگ جو روحانی عالم سے بہت دور ہیں اپنی اصلی حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ سو ان لوگوں کے جو پاکباز۔ پاک دل۔ پاک فطرت پاک خیالات کے یعنی مطہر ہیں۔ گویا لا یمسہ الا المطہرون کے معنے ہوئے۔ کہ اس کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔ مگر وہی جو مطہرون ہیں۔ مس کے معنے ہیں۔ طلب الشیٔ۔ (وہ لگاتار کے۔ تاریکی کے فرزند۔ افاک بد بین شان) قرآن کریم کو ایک معمولی و حقیر کتاب قرار دیتے ہیں اور اس پر اعتراض کرتے ہیں مگر وہ پاک دل جو بدیوں سے پاک ہیں۔ وہ اسکی عظمت۔ جلالت شان اور وسعت معارف سے آگاہ ہیں۔ امید ہے یہ آپکے اعتراض کا کافی جواب ہے۔

شرائط بیعت ۱۶۰۰ ختم

اب کسی درخواست کی تعمیل طبع ثانی تک نہیں ہو سکتی۔ احباب سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے کہ موجودہ صورتیں جو کمی بیشی چاہتے ہیں وہ کردیجائے

ارشادات نبوی ؑ

(طعام کے قبل و بعد ہاتھ دہونے کے بیان مین)

حدیث۔ عن سلمان رض قال رسول اللہ علیہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہٗ۔

ترجمہ۔ سلمان رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہانے کی برکت ہاتھ دہو کر کہانا شروع کرنا ہو اور بعد کھانے کے ہاتھ دہونے مین۔

حکمت۔ برکت ایک اضافی امر ہے۔ جو اس کا مضاف الیہ ہوگا اسی کے حالات کے مطابق یہ بھی ہوگا۔ چنانچہ علم کی برکت یہ ہے کہ (۱) اس سے خشیۃ اللہ پیدا ہوتی ہے (۲) لوگ راہ راست اختیار کرتے ہین (۳) جہالت دور ہوتی ہے (۴) عقبیٰ درست ہوتی ہے۔ اور مال کی برکت یہ ہے کہ (۱) اس سے غریبون کی دستگیری ہو سکتی ہے (۲) زکوٰۃ ادا ہو کر ثواب حاصل ہو سکتا ہے (۳) بیواؤن اور یتیمون کی خبر گیری کی جا سکتی ہے۔ وہ دینی و دنیوی کام جو مال کے متعلق ہین۔ انجام پذیر ہو سکتے ہین۔ غرض ہر شے کی برکت جدا جدا ہے۔ جیسا کہ علم کی برکت مال کی برکت سے بالکل جدا ہے۔ اسی طرح طعام کی برکت اور برکتون سے مختلف ہونی چاہئیے۔ سو طعام کی برکت یہ ہے۔ کہ وہ اچھی طرح ہضم ہو (۲) اس کے کہانے کے بعد غفلت نہ ہو (۳) طبیعت کو خوشگوار لگے (۴) طبیعت فرحت حاصل کرے۔ عمدہ خون پیدا ہو۔ جسم کی صحت عمدہ حالت پر پہونچا دے۔ اب جبکہ طعام کی برکتون کا علم ہو گیا۔ تو یہ بات بیان کرنی رہ گئی۔ کہ آیا قبل و بعد ہاتھ دہونے سے طعام کی برکتین حاصل ہوتی ہین یا نہین۔ سو اس کے جواب مین مین مندرجہ ذیل سطور مین یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرونگا۔

(۱) انسان کے جسم مین مختلف قسم کی زہرین ہین۔ جن کے اخراج کے لئے خداوند تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے کئی راہین نکالدی ہین۔ جن کے ذریعہ سے وہ زہرین بجائے جسم مین اپنا اثر بد پھیلانے کے جسم سے باہر نکل کر جسم کو اپنی تکالیف سے محفوظ کرتی ہین۔ منجملہ ان راہون کے کہ جن سے جسم کی زہرین نکلتی ہین ایک مسامات بھی ہین۔ جن کے ذریعے چند زہرین پسینہ مین ملکر جسم سے خارج ہو جاتی ہین۔ اسی لئے اگر پسینہ نکلنا بند ہو جاوے تو طب کی رو سے جسم سخت خطرہ مین پڑ جاتا ہے۔ اور پسینہ علاوہ تمام جسم کے مسامات سے نکلنے کے خصوصاً ہاتھون سے بکثرت نکلتا ہے۔ اس لئے اگر کہانے کے وقت ہاتھ نہ دہو لئے جاوین اور پانی سے پسینہ کا اثر زائل نہ کیا جاوے۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ پسینہ کا زہر کہانے والی شئے مین ملکر کہین جسم کو اپنے بد اثر سے خراب کرے اور اس طرح پر جسم کو سخت نقصان پہونچے سو اس اندیشہ کو مٹانے کے لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے ایک کامل اور اعلےٰ اور احسن طریق اس اندیشہ کی بیخکنی کے لئے بیان فرمادیا ہے جس پر ہم عمل کر کے اس سخت نقصان وہ ضرر رسان نتیجہ سے بچ سکتے ہین (۲) دنیا مین بیماری اور مرض پھیلنے کے مختلف سامان ہین منجملہ ان کے جانور ہین۔ جن کے ذریعہ سے مختلف مرضین جڑ پکڑ سکتی ہین۔ ان جانورون مین سے مکھی بھی ایسا ہی جانور ہے۔ زمانہ حال کے ڈاکٹرون نے تحقیقات کاملہ کے بعد ثابت کیا ہے۔ کہ مکھی گندی جگہون و بازدہ مکانون خبیث پھوڑون گندے زخمون اور سم آلودہ اشیاء کا اثر اپنے اندر لے کر اگر انسانی جسم پر آ بیٹھے۔ تو جسم انسانی اپنی جاذبہ قوت کے ذریعہ اس بد اثر کو روک رکہتا ہے۔ اور اگر کہانے کے ساتھ وہ لاگ اندر چلی جاوے۔ تو انسان سخت ضرر کا مورد بن سکتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ دہونے کا حکم فرما کر اس اشد خطرہ سے اپنی امت کو بچا لیا۔ اس طرح بعض دفعہ ہاتھ مٹی وغیرہ سے زہریلی ادویات سے گندی چیزون سے آلودہ ہوتے ہے۔ اس لئے اسے دہو کر کھانا چاہئیے۔

تیسری حکمت یہ ہے۔ کہ اگر کوئی کام دلی جمعیت کے ساتھ نہ کیا جاوے۔ تو اس کا نتیجہ عمدہ نہین ہوتا۔ اور وہ بوجہ احسن انجام پذیر نہین ہوتا۔ اور دلی جمعیت حرکات سے معلوم ہوتی ہے یعنے اگر حرکات جلد بازی کے ہون۔ تو دلی جمعیت بھی مفقود ہوگی۔ اور برخلاف اس کے اگر سکون سے کام کیا جاوے تو وہ سکون دلجمعی پر دال ہوگا۔ اس طرح کھانا کھانے کو وقت سکون سے کھانے اور شروع مین ہاتھ دہو لینے سے ایک قسم کی دلی جمعیت پائی جاتی ہے۔ اور کہانا بغیر دلی جمعیت کے ہضم دیر مین ہوتا ہے۔ اسی لئے کھڑے ہو کر اور چل پھر کر کھانے سے کھانے کے ہضم ہونے مین وقفہ پڑ جاتا ہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام کے وقت دلی جمعیت پیدا کرنے کے لئے کچھ کام بتا دئے ہین جن کو کرتے کرتے جلد بازی کا خوف جاتا رہتا ہے۔ اور کہانا یک دفعہ جلدی سے شروع نہین ہو سکتا۔

(۴) اسلام چونکہ فطرت کے مطابق ہے اس لئے اس کے قواعد اس بنا پر مبنی ہین کہ کسی ایک فطرت کے بھی مخالف نہ ہون۔ بشرطیکہ وہ فطرت برے اثرات کے نیچے نہ دبی ہوئی ہو اور منجملہ فطرت کی اور خاصیتون کے ایک خاصیت یہ بھی ہے۔ کہ وہ برخلاف طبیعت بات دیکھ کر کراہت محسوس کرتی ہے اور کراہت اکثر اوقات کہانے پینے کی اشیاء مین واقع ہوتی ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کہانے سے پہلے ہاتھ دھو لو۔ تاکہ دوسرے کہانے والے کو بہ سبب ہاتھ نہ دہونے کے کراہت نہ واقع ہو۔ اور اس کراہت کا اثر قلوب پر اور طبیعت پر برے رنگ مین نہ ہو۔

اب حدیث کا وہ حصہ بیان کرنے کے قابل رہگیا جس کے یہ معنے ہین کہ کہانے کے بعد بھی ہاتھ دہونے چاہئین۔ سو مین اس کی تفصیل کے لئے ذیل مین چند فوائد کا ذکر کرونگا۔ جو کہ طعام کے تناول کے بعد غسل یدین سے پیدا ہوتے ہین۔ (۱) اگر کہانا کہانے کے بعد ہاتھ نہ دہوئے جاوین۔ تو بھڑ وغیرہ موذی جانور جو چکنائی وغیرہ کے متلاشی ہوتے ہین۔ ہاتھون کی چکنائی کی بو پاکر قرین قیاس ہے کہ نقصان پہنچاوین۔ چنانچہ یہ بات عام طور پر تجربہ مین آئی ہے۔ کہ کہاتے وقت بھڑین چکنائی کی بو سے پاس آکر بعض دفعہ ڈنگ چلا بیٹھتی ہین۔ اس لئے چکنائی کو دور کرنا اچھا ہے۔

(۲) چکنائی کپڑون وغیرہ کو خراب کر دیتی ہے۔ اس لئے اسے دہونا ضروری ہے تاکہ کپڑے وغیرہ خراب نہ ہون کیونکہ اگر انسان ہاتھ نہ دہوئے۔ تو یہ احتیاط نہین ہو سکتی کہ کپڑون سے ہاتھ الگ رہین۔

(۳) چونکہ یہ علمی زمانہ ہے اس لئے بے جا نہ ہوگا۔ کہ مین اس زمانے کے حالات کے مطابق ایک حکمت درج کرون اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک خواندہ آدمی جو کہ اپنے مذاق کے موافق کتابون سے شغل رکھتا ہو اس کے لئے خصوصاً بڑی مشکل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اگر وہ کہانا کہا کر ہاتھ نہ دہوئے اس لئے کہ اگر ہاتھون کی چکنائی ہاتھ نہ دہونے کی صورت مین اس کی کتابون کو ذرا سی بھی لگ جاوے تو وہ کتاب کو اس قابل نہ رہنے دیگی۔ کہ وہ کتاب دیمک* کے حملون سے کچھ دیر کے لئے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ دیمک جسقدر کتابون سے دشمنی رکھتی ہے۔ اسی قدر چکنائی سے محبت کرتی ہے اور جس کتاب کو چکنائی لگ جاوے اس پر دیمک نے حملہ نہ بھی کرنا ہوگا تو بھی وہ چکنائی سے آلودہ ہو کر اس حملہ کے لئے بڑے زور سے طیار ہو جاوے گی۔

(۴) کئی دفعہ آدمی کو اپنی آنکھون کو ہاتھ لگانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ بعض دفعہ تنکہ وغیرہ نکالنے کے لئے یا یونہی

---

* مضمون مین جہان دیمک کا لفظ ہو اس سے مراد کتاب کا کیڑا ہے۔

صاف کرنے کے لئے یا کسی بچہ کی آنکھ دھلانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ تو اگر ہاتھ وغیرہ سالن کی چکنائی سے صاف نہ ہوں۔ تو آنکھوں کو ہاتھوں کی چکنائی کی مرچوں سے سخت تکلیف پہونچ سکتی ہے۔ اس لئے احتیاطاً حضور علیہ السلام نے ارشاد فرما کر اس تکلیف سے محفوظ ہونے کی ترکیب بیان فرما دی۔

چکنائی اور سالن ان اشیاء میں سے ہیں۔ جو کہ جلدی متعفن ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں بو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دہوئے جاویں۔ تو اسکی بو نفیس طبیعتوں کے لئے موجب کراہت ہوگی۔ اور جس چیز کو وہ ہاتھ لگے گا۔ وہ اس قابل نہ رہے گی۔ کہ اس کو ایک نفیس طبیعت والا انسان کیا بلحاظ بدبو اور کیا بلحاظ چکنائی کے دھبے کے استعمال کرے۔ "سید" قادیان

النصح

چند روز ہوئے ایک شخص نے ایک مشہور گدی نشین کے ورثاء کے باہمی جھگڑوں کے حالات مجھے لکھے۔ اور ان میں سے ایک کی حق تلفی اور دوسرے کی بے ایمانیوں کا ذکر کر کے تحریک کی۔ کہ اسے اخبار میں درج کیا جائے میں نے اسے یہ جواب لکھا۔ برادرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے جو خط لکھا وہ میں نے پڑھا۔ غالباً مجھے حق حاصل ہے کہ میں برادرانہ طور پر عرض کر دوں۔ کہ آداب بندگی لکھنا یہ طریق اسلام نہیں ہے۔ مسلمانوں میں تنزل وادبار اسی وقت سے آیا۔ جب سے انہیں سلام علیکم کہنا چھوڑ گیا امیروں اور سجادہ نشینوں کو یا کسی بڑے عالم کو السلام علیکم کہنا اس کی ہتک ہے۔ اور وعلیکم السلام کہنا ان کے لئے بار گراں۔ یا سر ہلا دیں گے۔ یا جیتا رہ کہہ دیا۔ اور پھر تو ان کے لئے تو کفر تک نوبت پہونچتی ہے۔ سورۂ نور میں صریح حکم ہے۔ کہ جب گھروں میں جاؤ۔ تو سلام کہو۔ آپ ذرا گدی نشینوں اور علماء کے طرز عمل کو ٹٹولیں کتنے۔۔۔ ان میں سے ہیں۔ جو گھر اپنے بی بی کو باواز بلند السلام علیکم کہیں؟ کیوں؟ شرم آتی ہے۔ مگر لڑتے جھگڑتے گالی گلوچ سے شرم نہیں آتی۔ پھر دیکھئے کہ حضرت سید الائمہ حجۃ اللہ علے الارض مولانا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو تو فرماتے ہیں۔ کہ وہ نبوت کے مدعی تھے۔ حالانکہ اس پاک باز کا مذہب ہے۔ ؎

یک قدم دوری ازاں عالیجناب نزد ما کفر است خسران و تباب

اور پھر اس خلیفۃ الرسل نے یہاں تک اصلی معنوں میں اپنا فنافی الرسول ہونا ثابت کیا۔ کہ ایک بات بھی شریعت محمدیہ سے باہر نہیں نکالی۔ میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی بات تو نکالے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے طرز عمل کے خلاف ہو۔ مگر ان گدی نشینوں میں دیکھتا ہوں۔ ہزاروں کام کرتے ہیں اور کتاب و سنت سے کوئی سند نہیں۔ یہ دل کی حرکتیں جو بتاتے ہیں یہ وظائف جو پڑھتے ہیں۔ آپ ان سے سوال کریں۔ کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا آیا صحابہ کرام میں سے کسی نے ایسا کیا۔ کسی معتبر مستند حدیث کی کتاب میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ انشاء اللہ آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔ کہ شرم سے گردن جھک جاتی ہے جو قضیہ نامرضیہ آپ نے لکھا ہے۔ ضرور تھا کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہی مخالفوں کے ہاتھوں پاؤں سے ان کے خلاف شہادت دلانی تھی۔ اور ثابت کرنا تھا کہ یہ زبان سے کہتے ہیں ہم دنیا چھوڑ چکے۔ دنیا ایک مردار ہے۔ اور اس کے طالب کتے۔ مگر ان کے دل زبان سے موافق نہیں۔ چنانچہ عملوں سے یہ بات ظاہر ہوگئی۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ جو دلوں میں چھپاتے تھے آخر خدا کی قہری تجلی نے اسے ظاہر کرنا تھا۔ میرے بھائی! اسوقت دو مثالیں میرے پیش نظر ہیں۔ ایک حضرت امام مہدی کی وفات اور ان کی اولاد و احفاد۔ اور جانشین کی اور ایک وہ جس کا رونا آپنے رویا ہے۔ میرے آقا کو دنیاداروں نے (جو ان کتوں کی مانند ہیں جو مردار پر شدت حرص سے ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اور جب کسی سفید پوش کو ادھر آتا دیکھتے ہیں۔ تو سب کے سب بھونکنے لگتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ شاید ہم سے کچھ حصہ لے گا۔ اور نہیں جانتے۔ کہ وہ مردار کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔) اپنے نفس پر قیاس کر کے یہ کہا کہ یہ دنیا کمانے کا ڈھنگ نکالا ہے دنیا کا حریص ہے دنیا جمع کرتا ہے۔ پر زندگی میں اس نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ جو کچھ اس کے پاس ہے۔ وہ خدا کے لئے ہے۔ وہ ہزاروں روپیہ وصول کرتا ہے پیش بہا تحفے لیتا ہے۔ اپنے اس الہام کی ماتحت جو بیس پچیس سال پیشتر تنہائی کے عالم میں جب اُسے کوئی نہ جانتا تھا۔ سنایا۔ اور وہ سب خدا کی راہ میں لگاتا ہے۔ اور اپنے لئے کوئی نئی جائداد نہیں خریدتا۔ بلکہ اپنی جدی جائداد بھی اسی راہ (دین اللہ کی اشاعت) میں صرف کر دیتا ہے۔ وفات پر وہ کھیتی جو کہ ایک سنگلاخ جھاڑی دار۔ زمین میں ایک شخص نے اپنی محنت سے کدال کے ساتھ کھود کھود کر لگائی۔ خون جگر آب اشک سے سینچا۔ ایک عالم باعمل۔ متقی۔ صالح۔ بے غرض اس کے پر ہوئی۔ لائق بیٹے موجود ہیں۔ مگر آپکے گدی نشین کے ورثاء کیطرح ان میں کوئی جھگڑا نہیں اٹھتا۔ کیونکہ اس راستباز نے یہاں تک تزکیۂ قلوب کر دیا۔ کہ دنیا کی محبت ان لوگوں میں رہی ہی نہیں۔ جو ایسے تمام مفسدوں کی جڑ ہے۔ پھر اس کی نیم شبی دعاؤں نے ایسا جانشین پیدا کیا۔ کہ جو فطرتاً ایک بے غرض۔ صادق۔ امین انسان ہے۔ جو ہر روز عام مجلس میں بڑے دعوے و تحدی کے ساتھ پر زور الفاظ میں ہمیں یہ سناتا رہتا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی ہے؟ جو یہ بتائے کہ میں کسی سے کوئی بھی طمع رکھتا ہوں۔ یا کسی بات میں تمہارا محتاج ہوں یا تمہارے ایک پیسہ کا بھی روادار ہوں۔ یا تم سے سلام کی بھی خواہش رکھتا ہوں۔ پھر میرے آقا کے بچے ہیں۔ کہ وہ سب سے زیادہ اس عالی نفس انسان کے فرمانبردار ہیں۔ اور فرمانبرداری میں ایسے بڑھے ہیں۔ کہ خود ہمیں رشک آتا ہے۔ آخر یہ روح ان لوگوں میں کس نے پیدا کی۔ میرے دوست اسی امام المتقین نے۔ کیونکہ وہ خود بے غرض انسان تھا۔ دنیا پر اُس نے لات ماری۔ وہ مخلوق سے الگ ہو کر خلوت نشین ہوا پر خدا نے اسے نکالا۔ اور دنیا کو سایہ کی طرح اس کے پیچھے لگا دیا۔ کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ متقی کی اولاد ضائع ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ کو موسیٰ و خضر کا واقعہ یاد ہوگا۔ خدا کو یہاں تک خاطر منظور ہے۔ کہ ایک صالح کی اولاد کا مال محفوظ رکھنے کے لئے ایک نبی اور ایک ولی مزدور لگا دئے۔ یہ ہیں خدا کے کام۔ پس میں آپ کے اس قصہ کے سننے اور ان فسادوں کے درد انگیز۔ رقت خیز حالات پڑھ کر جو وفات گدی نشین کے بعد معاً پیدا ہوئے بہت ہی خورسند ہوا کیونکہ خدا نے جھوٹے اور سچے میں ایک مابہ الامتیاز پیدا کیا۔ مبارک وے۔ جو اس سے عبرت حاصل کریں۔ اور اس خدا کے ہو جاویں۔ جو راستبازوں کا خدا ہے۔ والسلام۔

احمدی طلباء سٹرائک سے الگ رہے۔

اسلامیہ کالج کے طلباء نے پرنسپل سے ناراض ہو کر سٹرائک کر دی۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے "کالج میں ۱۵۵ طلباء ہیں ان میں سے ۱۳۰ سٹرائک میں شامل ہیں۔ باقی ۲۵ جنہیں سے

۱۴۰ احمدیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور باقی کہا جاتا ہے۔ کہ کالج کے افسیروں کے رشتہ دار ہیں"

علی گڈھ کالج میں بھی سٹرائک ہوئی۔ تو احمدی طلباء الگ ہی رہے تھے۔ یہ اس نیک و اعلےٰ تعلیم کا اثر ہے۔ جو اس سلسلہ کے امام حضرت مسیح موعود نے دی۔ اور اس تزکیہ کا نمایاں نتیجہ ہے۔ جو اس قدسی نفس۔ ملکی صفات انسان نے کیا۔

احمدیوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ وہ کبھی بھی کسی صورت میں اپنے افسیروں کے خلاف مخالفت کا سٹپ نہ لیں۔ تعلیم دینا تو آسان ہے۔ مگر اس تعلیم پر عمل کرنے کی روح پیدا کرنا ان لوگوں کے سوا کسی کا کام نہیں۔ جو حضرت احدیت کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں۔ اور خدا کے ہاتھوں سے معطر کئے جاتے ہیں

جھوٹا نبی ہلاک کیا جاویگا

یہ توریت میں لکھا ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے۔ کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ اس کی اثبات ہم صدیوں کی تاریخ کی ورق گردانی کرکے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ جو کچھ خدا نے فرمایا وہ سچ ہے۔ نبوت کا جس نے جھوٹا دعوےٰ کیا وہ ناکام ہلاک ہوتا رہا۔ اور ہوتا رہیگا۔ برخلاف اس کے راستباز نبی کے ہلاک کرنے کی دنیا کے فرزند بہت تدبیریں کرتے رہے۔ مگر خیر الماکرین ہمیشہ ان کے مکروں کو خود انہی کے لئے وبال جان بناتا رہا اور بناتا رہیگا۔ صداقت آب بجائے اس کے کہ اپنے مخالفوں سے ڈرے اعلان کرتا ہے کہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون۔ تم سب کے سب میرے خلاف منصوبہ بازی کرکے اپنے مکروں کو عمل میں لاؤ اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر دیکھو کہ مجھے کچھ ضرر پہنچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح وہ ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے۔ کہ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ اے بڑے بڑے عالمو! اور گدی نشینو اور سیفی خوانو۔ تم سب کے سب میری موت کی دعا کرو۔ پھر اس کا نتیجہ دیکھ لو۔ کہ تم مرتے ہو یا میں۔

کوئی دور کی بات نہیں ہم میں ایک صادق آیا۔ اس کے خلاف بہت مکر کئے گئے۔ مگر خیر الماکرین نے ان کا ایک داؤ بھی نہ چلنے دیا۔ اور انہی کو اخسرین سے بنایا (واراد وا بہ کیدا فجعلنہم الاخسرین) ایسا کیوں ہوا؟ وہ سچا تھا اور کفی باللہ شہیدا کے مطابق اللہ نے اپنے فضل سے اس کے صدق کی گواہی دی۔ اس کو ہلاک کرنے کی ناجائز تدبیریں کرنیوالے خود اسکی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوئے۔ یا اپنے منہ سے بولے ہوئے نفرے کے مطابق وہ نام پایا۔ جسے کوئی شریف آدمی اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ وہ جن کے نزدیک یہ بالا امتیاز "حرامزادے کی رسی دراز" تھا ان کو اسی رنگ میں صداقت کا جلوہ دکھایا گیا۔ مگر وہ جنہوں نے خدا پر افترا کیا۔ وہ ناکام ہلاک ہوئے۔ ڈوئی کا واقعہ چند سالوں کا ہے۔ علاوہ اس کے کئی مہدی افریقہ میں اُٹھے اور اُٹھتے ہی گرے ایسے گرے کہ پھر نہ سنبھلے۔ سنبھلنے کیا کہ وہ جو سب مخلوقات کا سنبھالنے والا ہے۔ وہ ان کے ساتھ نہ تھا۔ پس وہ ناکامی کی موت مرے۔ چنانچہ حال میں بھی ایک تازہ خبر وطن میں میں نے پڑھی ہے۔ جو یہ ہے:۔

"ساحل بحر روم کے قبائل بدو میں سے قبیلہ تنابلہ کے ایک شخص حامد احمد مداوی نامی نے مسیح موعود اور مہدی منتظر ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔ ترکی حکومت نے اس کو گرفتار کرنا چاہا۔ وہ پولیس کے سپاہی جو اسے گرفتار کرنے گئے تھے انہیں سے وہ ایک کو زخمی کرکے بھاگ نکلا۔ مگر پولیس نے پیچھا کیا۔ اور جب وہ قید میں آنے پر رضامند نہ ہوا۔ تو مجبوراً اسے مع اس کے بیٹے کے گولی سے مار دیا۔"

افسوس لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ یوں تو ہر گورنمنٹ کی رعایا میں کئی قسم کے مجرم رہتے ہیں۔ مگر وہ جو مصنوعی افسیر بن کر جاوے وہ فوراً گرفتار کیا جاتا ہے۔ تو کیا خدا کی سلطنت میں کوئی مصنوعی وجعلی پیغمبر گرفتاری سے بچ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں

دہی اور چھاچھ

اس دیس کے لوگ چھاچھ اور دہی بہت استعمال کرتے ہیں۔ مگر آجکل کے اکثر انگریزی خوان اس کی بجائے سوڈا اور لیمونیڈ پر بہت سے پیسے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ غالباً ان کے لئے مفصلہ ذیل عبارت دلچسپی اور مفید معلومات کا موجب ہوگی۔ "میچنکاف کی طویل عمر کی نئی دلیل کے شوق میں تم کوئی تین برس ہوئے کہ ایک ایسے مقام پر پہونچا جہاں کے باشندے دہی دودھ اور چھاچھ وغیرہ پر ہی بسر اوقات کرتے ہیں۔ مجھے سخت حیرانی ہوئی کیونکہ اگرچہ وہاں صفائی کا انتظام تسلی بخش نہ تھا۔ مگر وہاں میری بیشمار بوڑھے اور ضعیف العمر آدمی دیکھے جو پھرتی سے اپنے کاموں کو سرانجام دیتے تھے ایک دیہاتی جس کی عمر ۶۷ برس کی تھی۔ دیکھ کر میں بڑا ہی متعجب ہوا کیونکہ وہ اس سن وسال میں بھی اپنا سب کام اپنے ہاتھوں کرتا تھا۔ روزانہ کئی گھنٹوں تک اپنے باغ میں کام کرتا رہتا اور گاؤں کے کنوئیں میں سے اپنے ہاتھ سے پانی کھینچکر لاتا اس بوڑھے نے سنہ ۱۸۱۵ء کی تباہی بخش حالت اور خوفناک جنگ کے بعد کے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور خود بھی پندرہ برس سپاہی کا کام کرتا رہا اور جب سے اپنے گاؤں میں واپس آیا تھا علی الصباح ہی ایک دہی کا بڑا کٹورہ غٹاغٹ چڑھا جاتا تھا۔ یہ اسکی دلپسند اور لذیذ غذا تھی اسی گاؤں میں میرا ایک ۸۰ سالہ بڑھیا بھی دیکھی جو بخوبی چلنے پھرنے کے علاوہ اپنے کھیت میں بھی کام کرتی تھی۔ یہ ایک مزید شہادت پروفیسر میچنکاف کی تائید میں ہے کہ دہی میں زندگی بخش قوت پائی جاتی ہے"

لو یعمر الف سنۃ کی تمنا کئی قلوب میں پائی جاتی ہے۔ مگر مسلم کے معنے ہیں حکم کا بندہ۔ مسلمان اپنے مالک کا بھیجا ہوا اس دنیا میں آیا وہ اپنے مولیٰ کے احکام کی تعمیل میں بڑے جوش وطمانیت سے کام کرتا ہے جیسے کہ سپاہی کسی ملک کے میدان جنگ میں جاتا ہے اور اپنے بھیجنے والے کے حکم کا منتظر رہتا ہے جب اسے بلایا جاتا ہے وہ سر تسلیم خم کرکے واپس چل دیتا ہے یہی حال مسلم کا ہونا چاہیئے وہ اس دنیا میں بھیجا گیا اپنی بہتری اور آئندہ زندگی کی بہبودی کے لئے کچھ سامان پیدا کرے جب رجوع کا حکم آیا تو بلاچون وچرا یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کا شان نزول بنا۔ قرآن مجید میں بھی طول عمر کا ایک نسخہ ہے۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ مبارک وے جو اس پر بلا کسی غرض ذاتی کے عمل کریں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

مہربانی فرماکر خلاصہ نقل معائنہ اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور جو ۱۸ و ۱۹ر جون کو کیا گیا۔ اخبار میں درج فرماکر مشکور فرماویں گے۔

میں نے ۱۸ و ۱۹ر جون کو مدرسہ ہذا کا ایک معائنہ کیا اور کام کو اکثر صورتوں میں قابل اطمینان طور پر رواں پایا۔ گذشتہ سالانہ معائنہ سے تعداد طلباء میں ۶۷ کی ترقی ہوئی ہے میرے پہلے روز کے معائنہ پر ۲۸۱ میں سے ۲۳۴ طلباء حاضر تھے۔

موجودہ عمارات مدرسہ و بورڈنگ کی روز افزوں تعداد کے لئے ناکافی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ کے عمارت زیر تعمیر ہے اور مدرسہ کے لئے شاید دوسرے سال شروع کی جاوے گی جو زمین مدرسہ اور بورڈنگ کے لئے خریدی گئی ہے۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور موزوں جگہ پر ہے۔

سامان مدرسہ کافی ہے۔ گذشتہ معائنہ کے بعد کچھ چیزیں ایزاد کی گئی ہیں۔ عملہ میں ۱۴ مدرسین ہیں جنمیں سے گیارہ سندیافتہ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مینیجر کا انتظام اچھا ہے۔ جسمانی ورزش پر کافی توجہ ہوئی ہے۔ اور لڑکوں کی حرکات عموماً قواعد اور مارچنگ میں یکساں تمیز۔ ضبط میرے معائنہ کے وقت اچھا تھا اور لڑکے اس کے پابند معلوم ہوتے تھے۔ سکول کے لگنے کا وقت بھی قابل اطمینان معلوم ہوا۔

خاتمہ پر میں خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ مدرسہ موجودہ ہیڈماسٹر مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے بی ٹی کے ماتحت اچھی ترقی پر ہے۔ وہ ایک خلیق شریف آدمی ہیں اور ان کو اپنے ماتحتوں سے رضامندی کے ساتھ کام لینا خوب آتا ہے

محمد علی سکرٹری ۔ ۲۹ر جون سنہ ۱۹۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سانحۂ غم

(وفات حضور ہز مجسٹی شہنشاہ ہند ایڈورڈ ہفتم)

خدا را باکہ رب لایزال ست ٭ بجز ذاتش ہمہ زیرِ زوال ست
بماندہ نام او ماند ہمیشہ ٭ کہ ذاتِ پاک او عین الکمال ست

تغیر یاب ہے ہر دم زمانہ ٭ نہیں گاتا یہ یک رنگی ترانہ
ادائیں اس کی ہیں ہر دم نرالی ٭ ہنساتا گاہ اور گاہے رُلانا
پڑھاتا ہے کبھی خوش کن حکایات ٭ سُناتا ہے کبھی غم کا فسانہ
یونہی اس کے رہیں گے محو اثبات ٭ چلا جائے گا یوں ہی آنا جانا
ہے دورِ زندگی کا موت انجام ٭ جئیں گے جب تلک ہو آب و دانہ
مٹائے نقشِ ہستی اس نے کیا کیا ٭ بنایا اس نے کس کس کو نشانہ
بسے بھی اور اُجڑے خاندان بھی ٭ بنا ہے غم کدہ ہر اک گھرانہ
فراقِ صاحبِ اقبال و دولت ٭ خصوصاً جب ہو شان خسروانہ
وجود اس کا ہو پھر امن و اماں بخش ٭ وہ سب قوموں کا ہو یارِ یگانہ
ہوا خواہان دولت کے لئے بس ٭ یہ بڑھ کر ہے مصیبت کا زمانہ

ہمیں گویند امر ناگزیر ست
خطا نکند خدایا ایں چہ تیر ست

زبانوں پر ہے ذکر سانحۂ غم ٭ اُٹھا ہے ملک میں اک شور یکدم
جسے دیکھو وہ سُن سُن کر حزیں ہے ٭ ہے ظاہر رُخ پہ حیرانی کا عالم
جھجک جاتا ہو رُک جاتا ہے سُن کر ٭ سماتا ہی نہیں ہے دم میں پھر دم
بخار اُٹھتا ہے کیا سوز دروں سے ٭ ہے شاہد جس پہ آب چشمِ پُر نم
خبر آئی ہے با صد حسرت و یاس ٭ کہ رحلت کر گئے ایڈورڈ ہفتم
یہ کیوں کر ہو گئی مرگ مفاجات ٭ یہی ہے گفتگو ہر طرف باہم
ہوئے ہیں سرنگوں سب اہل محفل ٭ بچھی ہیں ملک میں صف ہائے ماتم
ابھی بھولے نہیں ہیں کل کی ہو بات ٭ جلوس آں شہنشاہ معظم
چلا یا سکۂ امن و اماں کو ٭ زمانہ گو حکومت کا ملا کم
رہے طالب وہ صلح و آشتی کے ٭ کہ تھے وکٹوریا کے پورِ اعظم
وہ مادرِ مہرباں یہ مہرباں باپ ٭ خطا پوش و خطا بخش و مکرم
زمینِ ہند ہے مرہونِ منت ٭ بعہد قیصر ایڈورڈ ہفتم
بہت مرغوب تھی شانِ حکومت ٭ نظر آئے ہیں عدل و رحم توأم
محبت سے ہوئے وہ ناز بردار ٭ رہے ہر حال میں اپنے وہ محرم

چہ دید کہ از بہار جہاں کرد
چہ گویم از رہ شفقت چہا کرد

جلوس آخری از حکم باری ٭ چلی ہے اپنے قیصر کی سواری
عزیزوں نے اُٹھایا ہے جنازہ ٭ قدم اُٹھتے ہیں با صد بیقراری
اُٹھائے ناز کیا کیا زندگی میں ٭ رعایا کی بہت کی پاسداری
اچانک آ گیا یہ وقتِ رحلت ٭ رہی لطف و کرم کی انتظاری
قضائے آسمان میں کیا ہے چارہ ٭ گوارا ہو گئی یہ ناگواری
نہیں لنڈن ہی تنہا غم زدہ ہے ٭ پڑی ہے ہند میں بھی سوگواری
کوئی پوچھے تو انگلینڈ والوں سے ٭ کلیجہ پہ دھرا پتھر ہے بھاری
جدا جو ہو گئے آتے ہیں پھر کب ٭ کرے گو لاکھ کوئی آہ و زاری
خدا خود ہی مٹائے داغِ فرقت ٭ وہ دے صبر و تحمل بردباری
گئے ایڈورڈ ہفتم اور آئی ٭ خدا سے جارج پنجم کی ہے باری
مزین ان سے ہو اب تختِ انگلینڈ ٭ کرینگے والدہ کی غم گساری
ہمیشہ ہی رہے اقبال ان کا ٭ کہ ہو گی اُن سے اب حاجت براری
چمکتا ہی رہے یہ تاج انگلینڈ ٭ کریں ہم مل کے سب خدمتگزاری
حکومت غیر ازیں ہو ہند تجھ پر ٭ نہیں منظور حق یہ وضعداری
خدا دیتا ہے ان کو ملک رانی ٭ کہ سجتی ہے جنھیں کچھ ملک داری
مبارک ان کو یہ تاج و نگیں ہو ٭ رہیں وہ زیرِ ظلِ فضل باری

خدا بارانِ رحمت ہا ببار اد
ز آسیب زماں محفوظ دار اد

دُعاگو - عاجز میر حامد شاہ سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ

ارشاد الامام

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں - اول یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا اسکی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا - اور اس کو واحد لاشریک جاننا اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا - اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اس کا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا - دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم از کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا - سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہو اس کی سچی خیرخواہی کرنا اور ایسے مخالفِ امن اُمور سے دور رہنا جو اسکو تشویش میں ڈالیں یہ اصول ثلثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جنمیں اعلےٰ سے اعلےٰ نمونے دکھلانے چاہئیں سو اے دوستو! اس اُصول کو محکم پکڑو - ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ - نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بُردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیرخواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہو ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقضِ امن کو پسند نہیں کرتے اور اسی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد

رسید زر

۱۹ر مارچ ۱۹۱۰ء

۱۱۰۰ - محمد بخش صاحب مصر

۲۴۹۱ - سید فتح علیشاہ صاحب ۲ر

۲۱ - مارچ ۱۹۱۰ء

۱۲۷۹ - شیخ شبراتی صاحب ۶ر

۲۲ - مارچ ۱۹۱۰ء

۲۳۹۴ - عمر الدین صاحب صمہ

۲۳ - مارچ ۱۹۱۰ء

۲۰۵۴ - محمد دین صاحب ۲ر

۲۴ - مارچ ۱۹۱۰ء

۹۴۵ - میرزا رحیم بیگ صاحب ۶ر

۲۸ - مارچ ۱۹۱۰ء

غلام نبی صاحب ۲۲۴۱ ۲ر

۲۹ - مارچ ۱۹۱۰ء

۲۵۲۴ - مرزا محمد حسین بیگ صاحب للعہ

۱۷۱۶ - حکیم محمد صالح صاحب سے

۲۰۷۹ - محمد قاسم صاحب صمہ

۱۱۳۸ - حسن محمد صاحب ۶ر

۲۱۹۷ - گوہر علی صاحب ۲ر

۲۳۰۴ - فتح خان صاحب للعہ

۳۰ - مارچ ۱۹۱۰ء

۹۰۲ - امیر احمد صاحب للعہ

۳۱ - مارچ ۱۹۱۰ء

۶۴۶ - مرزا خدابخش صاحب ۶

یکم - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۰۰ - پیر برکت علی صاحب ۲ر

۲ - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۸۸۴ - عزیز الدین صاحب ۶ر

۲۵۰۰ - عباس علی صاحب ۶ر

۲۵۱۵ - احمد علی صاحب ۶ر

۵ - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۹۴۷ - نور محمد صاحب ۲ر

۲۲۷۰ - محمد یعقوب صاحب ۲ر

۶ - اپریل ۱۹۱۰ء

خان محمد صاحب ۲۴۹۸ ۲ر

۷ - اپریل ۱۹۱۰ء

۲۱۷ - محمد علی خان صاحب ۲۱۷ صمہ

۸ - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۵۶۷ - وزیر محمد صاحب عمر

۶۵۴ - ناظر حسین صاحب عہ ۲ر

نواب محمد علی خانصاحب اور ساتھ ایک دوسرے پرچہ کی قیمت اپنی بحساب صمہ اور دوسرے کی بحساب للعہ بابت ۱۹۰۸ء و ۱۹۰۹ء و ۱۹۱۰ء ۷ء عہ

۹ - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۰۴ - محمد علی خانصاحب ۲ر

۱۱ - اپریل ۱۹۱۰ء

۷۳۵ - گلاب الدین صاحب ۵ر

۲۴۶۵ - محمد افضل صاحب عہ

۱۱۴۹ - حسن موسیٰ صاحب آسٹریلیا سے

۱۲ - اپریل ۱۹۱۰ء

غلام رسول صاحب ۲۴۹۹ ۲ر

۲۲۰۱ - فضل احمد صاحب سے ۲ر

مراد بخش صاحب ۲ر

۲۲۹۷ - شیر محمد صاحب سے

۱۶ - اپریل ۱۹۱۰ء

ابراہیم اڈیٹر ۱۴۶۱ ۲۲ صمہ

۲۵۲۲ - سردار بیگ صاحب ۲ر

۱۷ - اپریل ۱۹۱۰ء

۲۵۲۵ - بابو عبد الواحد صاحب تین سے

۱۸ - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۸۶۷ - عبد اللہ خان صاحب للعہ

۲۵۲۰ - مخدوم محمد اشرف للعہ

۱۶۰۳ - حسن محمد صاحب للعہ

۲۵۲۱ - محمد حسین صاحب للعہ

۲۵۲۲ - غلام دستگیر صاحب ۲ر

۱۹ - اپریل ۱۹۱۰ء

۲۵۲۷ - دوست محمد خان للعہ

۲۰ - اپریل ۱۹۱۰ء

۲۰۴۷ - ملک محمد بخش صاحب صمہ

۲۱ - اپریل ۱۹۱۰ء

میاں عبد العزیز صاحب ۲۵۲۹ صہ

حضرت مولوی نور الدین صاحب بتقریب مبارک مولود مسعود سے

۲۲ - اپریل ۱۹۱۰ء

حسن موسیٰ صاحب ۱۱۴۹ سے

عبد اللہ صاحب ۹۳۶ سے

۲۷ - اپریل ۱۹۱۰ء

رسالہ صادق حسین برائے محمد شریف ۲۳۵۲ ۲ر

۲۸ - اپریل ۱۹۱۰ء

قادر خان صاحب ۱۶۲۵ ۶ر

۲۹ - اپریل ۱۹۱۰ء

عبد الوالی صاحب ۱۸۵۴ ۱۵ر

فدا حسین صاحب ۲۵۲۸ سے

نور محمد صاحب خیاط ۱۶۵۸ ۲ر

۳۰ - اپریل ۱۹۱۰ء

۱۶۹۲ - امام الدین صاحب عمر

۴۷۵ - معراج الدین صاحب صمہ

۱۹۹۷ - نور محمد صاحب صمہ

یکم مئی ۱۹۱۰ء

۱۷۷۰ - محمد علی شاہ صاحب ۲ر

۶ - مئی ۱۹۱۰ء

۲۵۳۳ - حکیم خیر الدین صاحب ۲ر

۹ - مئی ۱۹۱۰ء

۱۳۵۹ - عالمگیر خان صاحب للعہ

۱۲ - مئی ۱۹۱۰ء

۲۵۳۶ - خیر الدین صاحب ۶ر

۱۳ - مئی ۱۹۱۰ء

ظفر یار خان صاحب ۱۴۵۱ ۶ر

غلام صفدر صاحب سے

۱۴ - مئی ۱۹۱۰ء

۲۵۳۲ - مراد بخش صاحب ۶ر

۷۳۵ - گلاب الدین صاحب ۵ر

۱۶ - مئی ۱۹۱۰ء

محمد ظہور حسن صاحب ۲ر

۲۵۳۹ - سیکرٹری انجمن احمدیہ للعہ

۱۹ - مئی ۱۹۱۰ء

۲۰۴ - میر احمد شاہ صاحب للعہ

۲۵۳۸ - فضل الدین صاحب ۲ر

۲۵۳۵ - عبد العزیز صاحب للعہ

۲۱ - مئی ۱۹۱۰ء

۲۵۰۲ - عبد اللہ صاحب ۲ر

۴۹۶ - عمر الدین - امیر الدین اللہ دتا صاحبان ۶

۲۳ - مئی ۱۹۱۰ء

امتیاز احمد صاحب ۲۵۴۱ ۶ر

۲۷ - مئی ۱۹۱۰ء

محمد صدیق صاحب ۲۵۱۷ للعہ

معرفت ماسٹر محمد دین صاحب

ظفر حسین صاحب ۱۱۵ عمر

۱۰۱۱ - نعمت علی شاہ صاحب للعہ

۳۰ - مئی ۱۹۱۰ء

۱۴۵۷ - افضل بیگ صاحب للعہ

۳۱ - مئی ۱۹۱۰ء

۲۵۴۴ - عبد الرحمان صاحب سے

۲۵۴۳ - حافظ سراج الدین صاحب سے

ضرورت زمانہ

یہ وہ مفید اور زبردست کتاب ہے - جس میں عیسائیوں اور آریوں کے باریک صد دقیق اور اہم اعتراضات اور سوالات کو نمبروار توڑا گیا ہے اور اسلامی عقائد کے ضروری مسائل کو نہایت سلیس و عام فہم عبارت میں حل کیا ہے اور جس قدر شبہات مذہب کے متعلق سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے دلوں میں پیدا ہوتے سب پر نظر ڈالی ہے لٹریچر متین و مہذب ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت علاوہ محصولڈاک ۶ر دفتر بدر - قادیان سے ملسکتی ہے۔

سنت احمدیہ ۴ر - کفارہ ۳ر

براہین احمدیہ غیر مجلد ۶ مجلد ۶ر

چشمہ مسیحی ۳ر - ظہور المسیح ۲ر

معیار الصادقین ۳ر - الاختلاف ۳ر

البرہان الصریح - القول الصحیح ۱ر ۱ر

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی ہی بیکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لیکر گھر ڈال رکھتے ہو یہ اصلی عرق کافور جس میں برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور تلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے - قیمت فی شیشی عمر محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئے - یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کی نامی دوا فروش نے بنایا ہو ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا - ڈکار کا آنا - بدہضمی - متلی اور اشتہار کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں - گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں ہو - قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

ڈاکٹر ایس - کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملتی ہو منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

صدائے اقبال

تجارت کا راز

اے صاحبان آپ پر روشن ہو کہ کمترین نے ایک اشتہار اخبار بدر میں بعنوان تجارت کا راز دیا تھا۔ اور فیس للعہ مقرر تھی اب اکثر احباب کے ارشاد بموجب فیس صرف ۸ر کردی ہے تاکہ غریب سے غریب بھائی بھی مستفید ہو سکیں شرائط حسب ذیل ہیں (۱) صابن امرتسری قسم اعلےٰ بدون امداد آگ ویسی وچونہ صرف ۱۵ منٹ میں تیار کرنے کی ترکیب عام فہم اردو میں بذریعہ وی پی مبلغ ۸ر روانہ ہوگی۔ (۲) پتہ صاف جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب نہ جواب (۳) اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلےٰ تیار نہ ہو - تو حلفیہ اقرار پر فیس واپس دیجاویگی (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ اقرار کہ بدون اجازت مینجر یہ ترکیب کسی کو نہ بتائی جاویگی روانہ کرنا ضروری ہوگا۔

المشتہر - غلام محی الدین اقبال (احمدی) موضع جھنڈو ال سب آفس کھوڑیانوالہ (تحصیل و ضلع لائل پور)

اعلان

لنگی پشاوری و کلاہ و ٹوپی کشمیری لوئی و عینک و پیل و کرسٹس جس بھائی کو ضرورت ہو بارعایت اکمیشن پر مجھ سے طلب فرماویں انشاء اللہ فائدہ رہیگا قیمت پیشگی یا وی پی شرط ہو۔

المشتہر - شیخ غلام نبی سیٹھی احمدی - بازار کلاں - راولپنڈی

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ اٹھارہوان

سورۂ المومنون رکوع ۱

مورخہ ۷؍مئی سنہ ۱۹۱۰ء

سورۂ حج مین مین نے یہ سنایا تھا۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفون اور موذیون کو اطلاع دیگئی تہی۔ کہ تم پر وہ مصیبت کی گھڑی آنیوالی ہے۔ جس سے حاملہ حمل گرادے۔ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بہول جائے۔

اسی سورۃ کے اخیر مین فرمایا ہے۔ کہ نبی و مہاجرین کو مشکلات پیش آنے ہین۔ مگر وہ آخر مین فتحمند ہوتے ہین اور فتحمندی کا طریق تبلایا۔ کہ نمازین قائم کرو زکوٰۃ دو۔ کتاب اللہ پر عمل کرو۔

اب اس منذر سورۃ کے بعد مومنون کو نصرت کی بشارت دیتے ہوئے فتحمندی کی کچھہ شرائط مقرر کئے۔ اور کچھہ طریقے بتلائے ہین۔

ہر چیز اپنے کمال کو چھہ مرتبہ طے کر پہونچتی ہے۔ یہان مومن کے روحانی کمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین حصہ پنجم مین ان آیات کی خوب تفسیر فرمائی ہے)

خاشعون۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تری الارض خاشعۃً۔ خاشع کے معنے ہیں اپنے آپ کو کمال محتاج یقین کرنا اور یہ باور کرنا کہ میرے اپنے پاس کچھہ بھی نہین اسی لئے صوفیاء نے فرمایا۔ ہم دعا از قوا جابت ہم زتو۔ نماز مین پورا تذلل اختیار کرے اور اس کے ظاہری نشان یہ ہین۔ کہ ادہر ادہر نہ دیکھے۔ لغو حرکات نہ کرے۔

اللغو۔ کل باطل۔ کل معاصی۔ لغو مین داخل ہین۔ تاش۔ گنجفہ۔ چوسر سب ممنوع ہین۔ کہین ہانکنا۔ نکتہ چینیان۔ وغیرہ۔

للزکوۃ فاعلون۔ زکوٰۃ کا لفظ بہت وسیع ہے۔ ایک نصاب پر۔ دوم جو کچھہ خدا نے دیا اس سے خرچ کرے۔ کسی دکھیارے کی تکلیف اٹھا لینا۔ خوش پیشانی سے ملاقات کرنا حتی کہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان بہی زکوٰۃ ہے۔ کہ یہ بھی موجب تزکیہ ہے۔

یحافظون۔ نمازون کی محافظت۔ وقت کے لحاظ سے۔ ارکان بتعدیل ادا کرنے کے لحاظ سے۔ خشوع وخضوع و پابندی سے۔

سلٰلۃ۔ خلاصہ در خلاصہ۔ نباتات۔ حیوانات۔ خون پھر نطفہ پھر جاکر انسان بنتا ہے۔

فتبٰرک اللہ۔ بہت ہی بابرکت (بتدریج ترقی دینے والا) ہے۔

خلقنا۔ خلق کے معنے اندازہ ہے

ولانت تفعل ماخلقت وبعض القوم۔ یخلق ثم لا یفعل۔

ترجمہ اندازہ کرتا ہے اس کے مطابق عملدرآمد کرتا ہے۔ بعض لوگ اندازہ کرتے ہین۔ مگر پہر اس کے مطابق کم ہی کام کرتے ہین۔

تبعثون۔ لمیتون سے یہ وہم ہوتا تھا۔ کہ یہان خاتمہ ہوگیا۔ اسکا ازالہ فرمایا۔ قیامت کے پانچ معنے آتے ہین۔ (۱) قرن (صدی) کا گذرجانا۔ چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت کیا پانچسو برس بھی نہ رہے گی۔ اس مین پیشگوئی ہے۔

(۲) من مات فقد قامت قیامتہ۔ شیخ ابن عربی فتوحات مین لکھتے ہین۔ قیامت قیام سے نکلی ہے گویا انسان جب دنیا سے اٹھہ کھڑا ہوا تو قیامت ہوگی۔

جس طرح دینی تکمیل چھہ باتون مین فرمائی (۱) خشوع فی الصلوٰۃ (۲) اعراض عن اللغو (۳) فعل للزکوۃ۔ (۴) حفاظت فروج۔ (۵) رعایت عہد و امانت۔ (۶) حفاظت صلوٰۃ۔ ویسے ہی انسان کی ظاہری جسم کی بناوٹ ہے۔ اس کے بعد بتایا۔ نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ۔ ہڈی ہڈیون پر گوشت چڑہنا۔ روح کا نفخ۔

آسمان مین بھی سات درجے ہین۔ ایک امر کی عرش سے تحریک ہوتی ہے اور پہر آہستہ آہستہ سماء دنیا کے ذریعے اس کا اثر عناصر پر پڑتا ہے۔

وانا علےٰ ذھاب بہ لقٰدرون۔ یہ عام نظارہ قدرت ہے۔ کہ بادل برستا ہے۔ پانی ٹہرتا ہے۔ وہی پانی پہر آسمان پر چڑھہ جاتا ہے اسی طرح وحی و علوم کا حال ہے ایک وقت دنیا پر رائج ہوتے ہین۔ دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہین۔

سینا۔ دونون قرائتین ہین۔ سِینا بھی اور سَینا بھی۔

نسقیکم مما فی بطونہا۔ اسی طرح روحانی تعلیم دنیا کے مختلف مذاہب مین ہے۔ مگر قرآن کی وحی کے ذریعے وہ دودھ کی مانند الگ نکل آئی۔ اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت نہین کرسکتی۔

مورخہ ۸؍مئی سنہ ۱۹۱۰ء

۱۸۔ پارہ۔ سورۂ المومنون رکوع ۲

اس سورۃ مین فتح کا بیان ہے۔ جب تک انسان کے مساعی مین اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ فتح کا حاصل ہونا ممکن نہین۔

ماھٰذا الا بشر مثلکم۔ کسی سے فیض حاصل کرنے مین پہلی یہی بات سدراہ ہوجاتی ہے

ان ھو الا رجل بہ جنۃ۔ آجکل کے فیلسوف بھی راستبازون کو یہی کہتے ہین۔

التنور۔ (۱) وہ مکان جس مین روٹیان پکاتے ہین (۲) زمین کے اوپر کا حصہ (۳) اونچی جگہ (۴) جہان سے چشمہ نکلے۔ (۵) پچھلی رات کے بعد صبح صادق کے وقت کو بھی کہتے ہین۔

وقل رب انزلنی۔ تعلیم سکھاتی۔ دکھہ سے نجات پاکر بھی انسان دعا سے غافل نہ ہو۔ آجکل۔ کل قومون نے دعا کو چھوڑ دیا ہے۔

افلا تتقون۔ تم کیون بدیون سے نہین بچتے۔

مورخہ ۹ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۸ - پارہ - سورۃ المومنون رکوع ۲)

اس سورۃ کے شروع مین خدا تعالیٰ نے مومنون کے اوصاف بیان فرمائے اب حضرت نوح؈ کا ذکر کرتا ہے۔ جو لوگ مفلح ہوتے ہین۔ انمین ایک نوح؈ تھا۔

الملاء۔ جن کی بات کی طرف لوگ جھکتے ہین۔ درباری۔ اشراف۔ حاکم۔ بڑے دنیا دار۔

ماھذا الا بشر مثلکم۔ اونھون نے مساوات کے لئے کھانے پینے کی حالتون پر غور کیا۔ کہ ہماری مانند ہے اس قسم کے خیالات انسان کو اتباع حق سے محروم رکھتے ہیں۔

رب انصرنی۔ انبیاء کے ہاتھ مین بھی ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ جسے دُعا کہتے ہین۔

فاخذتہم الصیحۃ۔ اس موقعہ مین حاشیہ پر لکھا ہے۔ کہ یہ قصہ ثمود کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ صیحہ سے دھوکا لگا ہے۔ درحقیقت یہ قصہ ثمود کا نہین۔ حضرت نوح کا ہے۔ صیحہ کے معنے عذاب کے ہین۔ اور مطلق آواز کے بھی ہین۔

وامّہٗ اٰیۃ۔ آیت کے معنے نیک نمونہ

مورخہ ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۸ - پارہ - سورہ المومنون رکوع ۴)

کلوا من طیبٰت۔ یہ عمل صالح کے نصیب ہونے کی کلید بتاوی ہے۔ کہ طیب کھایا کرو۔ کیونکہ بغیر رزق طیب عمل صالحہ کی توفیق حاصل نہین ہوتی۔

انی بما تعملون علیمؔ۔ اللہ تعالےٰ کی نگرانی کا فکر جس کو ہے وہ ضرور عمل صالح کرتا ہے۔

زبراً۔ لغت مین "ٹکڑے ٹکڑے" اُس کے معنے کہین نہین دیکھے۔

ایک معنے تو ہین۔ کہ ہر گروہ یہی سمجھ بیٹھا۔ کہ بس یہی کتاب الٰہی ہے۔ جو ہمارے پاس ہے۔ (۲) یا یہ معنے کہ اور اور نئی نئی کتابین تصنیف کر دین جو اصل الاصول کتاب کے خلاف تھین۔

وجلۃ۔ "ڈر رہے ہین" یا "ین خیال کہ ہمارے اعمال قابل قبول ہوئے ہین یا نہین۔ عائشہ صدیقہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ اگر آدمی زنا کرے۔ چوری کرے۔ پھر بھی خوف کرے۔ تو نجات پائے گا۔ فرمایا نہین اے ابنۃ الصدیق۔ بلکہ وہ نیک کام کرے۔ اور ساتھ ہی ڈرے۔ کہ قبول بھی ہوا ہے یا نہین۔

من دون ذلک۔ اس حق کے خلاف۔

یجئرون۔ بیل کے اڑانے کو جوار کہتے ہین۔

(نصیحت) جو دنیا مین کسی کو تحقیر کے رنگ مین بُرا کہتے ہین۔ وہ مرتے نہین۔ جب تک کہ آمین خود مبتلانہ ہولین۔ (۲) ہرتی ہوئی بات کو قبول نہ کرے۔

مورخہ ۱۱ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۸ - سورۃ المومنون رکوع ۵

بہت دفعہ مین نے سنایا ہے۔ کہ محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب مین بہت سے احسانون کا ذکر فرماتا ہے۔ اس ذات بابرکات کے احسانات کی کوئی حد نہین۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ قدر کرے اور کسی تکلیف سے گھبرا کر ناشکری کے کلمات نہ نکالے۔

انشاء لکم السمع۔ کان کیا مفید چیز ہے۔ کہ اس سے ہم نبیون کی آوازین سنتے ہین۔ پھر اور قسم قسم کی آوازین سُن کر فائدہ اٹھاتے ہین۔ بلکہ اس کے ذریعے کئی ہزار مائل کی خبرین تار برقی مین سنتے ہین۔

والابصار۔ آنکھ کیا ہے ایک چھوٹا سا نقطہ ہے۔ جس کے ذریعے حسن وجمال کی دلربا تصویرین دیکھتے ہین۔

والافئدۃ۔ کان بھی ہون۔ آنکھین بھی ہون۔ مگر دل نہ ہو۔ تو یہ سب بیکار۔ پاگل خانہ مین جا کر دل کی صحت کا تماشا دیکھو۔

ولہ اختلاف اللیل والنہار۔ لیل ونہار کا یہ اختلاف بھی ہے۔ کہ ایک ملک مین رات ہے تو دوسرے مین دن۔

افلا تعقلون۔ عقل ایک صفت ہے اس صفت سے انسان اپنے آپ کو بدیون سے روک سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو بدیون سے نہین روک سکتا وہی لایعقل ہے۔

اساطیر الاولین۔ اساطیر۔ سطرون مین لکھا ہوا یا جمع اسطور۔ اسٹوری

وما کان معہ من الٰہ۔ ذاتی کمال کسی مین نہین۔ کوئی بھی کامل تر زمانہ مین نہین کیونکہ آیندہ زمانہ مین اس کو ترقی حاصل ہوسکتی ہے۔ پس آیندہ ترقی کے مقابلہ مین موجودہ حالت ضرور ناقص ہے۔

الٰہ۔ وہ ہے جو ہر قسم کا ذاتی کمال رکھتا ہے اور اس کے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین۔

مورخہ ۱۲ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ - سورہ المومنون رکوع ۶)

ربّ اما ترینی۔ ما یوعدون۔ انبیاء علیہم السلام کس طرح فہمند ہوتے ہین۔ ان کا شرخدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دُعا کرتے ہین۔

رب فلا تجعلنی فی القوم الظلمین۔ اس دعا پر خوب غور کرو۔ کہ کس قدر خوف کا مقام ہے۔ نبیؐ کہتا ہے۔ کہ ان پر جو عذاب آئے ہیں میں ان ہی میں شامل نہ ہو جاؤں۔

اللہ تعالیٰ بے باکی سے ناراض ہو جاتا ہے بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ اور آخر خطا کھاتے ہیں۔ اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے۔ کہ ان کہ پر عذاب کے وقت نبی کریمؐ ان میں موجود نہ ہوں گے۔

ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ۔ اگر کوئی بدی ہو۔ تو اس کے لئے عمدہ تدبیر سوچتے رہو۔ کہ یہ بدی کس طرح دور ہو۔ بدیوں کے دور کرنے کے لئے باریک درباریک تدابیر ہیں۔ منجملہ ان کے ایک دعا ہے۔ پھر قول موجہ۔ سمجھانا۔ علانیہ نصیحت کرنا ہی۔

رب ان یحضرون۔ کوئی بدکار میرے پاس بھی نہ آنے پائے۔

رب ارجعون۔ چاہیئے ارجع اور یہاں جمع آیا۔ یہ دراصل ارجع ارجع ارجع تین مرتبہ کہنے کی جا بجا ہے۔

انھا کلمۃ۔ عیسائی مسیح کو کلمہ کہنے سے درجۂ الوہیت دیتے ہیں۔ دیکھو یہ بھی ایک ”کلمہ“ ہے۔

کالحون۔ یعنی سکڑ جانے والے۔ چمڑے کو جب آگ کے سامنے رکھیں اور وہ جلے۔ تو سکڑ جاتا ہے۔

یقولون ربنا آمنا۔ دنیا میں فائز المرام بننے کے واسطے یہ دعا ہے۔ وہ فریق خلفاء راشدین ہو گیا۔

حتی انسوکم ذکری۔ جو شخص کسی پاک بندے کی ہنسی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیتا ہے۔ کہ وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے۔ انصار کی نسبت ان لوگوں کی طرف سبب کیوجہ سے ہے۔

انہ لا یفلح الکافرون۔ ابتداء سورہ میں قد افلح المومنون فرمایا تھا۔ اب اس کے مقابل میں کفار کا انجام بتایا۔

وقل رب اغفر۔ کفر اور اس کے بد نتائج سے بچنے کی دعا۔

یہاں سورۃ المومنون ختم ہوئی

(ابتداء سورہ النّور رکوع ۷)

پارہ ۱۸

مورخہ ۱۴۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

سورہ نور میں تمیز کا بیان ہے۔ اور یہ کہ مطاعن سے بچنا چاہیئے۔ اور ان کے اسباب سے بھی۔ اور رسول کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ خلافت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ کوئی سورۃ ایسی نہیں۔ جس کے پہلے یہ لکھا ہو۔ کہ ہم نے تم پر یہ حکم واجب یا فرض کیا ہے۔ یہ تاکید اس سورۃ کے ساتھ مخصوص ہے۔ خوب غور سے سنو۔ اور عمل کرو۔

میرے ایک پیر شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر فرماتے تھے۔ کہ سورۂ نور قرآن شریف میں ہے۔ مگر ہندوستان کے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور اس کے ایک ٹکڑے کیطرف بھی متوجہ نہیں۔ مومنون کے اخیر میں یہ اشارہ فرمایا ہے۔ کہ اس آنیوالی سورۃ کے احکام پر جو عمل نہیں کریں گے۔ ان کو ہم مظفر و منصور کبھی نہ کریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حال ہے۔

الزانی لا ینکح۔ زانی نکاح نہیں کرتا۔ مگر کسی زانیہ سے۔

حرم ذلک علی المومنین۔ ذلک کے مرجع پر علماء میں بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ زانیہ سے نکاح کرنا حرام ہے اور بعض یہ کہ زنا حرام ہے۔ پھر علماء میں اختلاف ہے۔ کہ تہمت زنا لگانیوالے کی گواہی جائز ہے یا نہیں۔

مورخہ ۱۵۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ النور۔ رکوع ۸)

تولی کبرہ۔ جس نے اس بات میں بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔

لولا اذ سمعتموہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ پر افک باندھا گیا تھا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

ان نتکلم بھذا۔ خوب یاد رکھو کہ اس قسم کی باتوں کا ذکر بھی جائز نہیں۔

لمثلہ۔ بہتان ہو یا ایسی کوئی بات۔

تشیع الفاحشۃ۔ شیعہ میں یہ بڑا بھاری عیب ہے۔ کہ وہ پاکوں پر الزام لگانے میں لگے ہیں۔

مورخہ ۱۶۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ سورہ النّور۔ رکوع ۹)

لا تتبعوا خطوات الشیطن۔ ایمان والو۔ اللہ سے دور خبیث روح۔ یعنی شیطان کی راہ اختیار نہ کرو۔

ومن یتبع خطوات الشیطن۔ یورپ اور شیعہ میں فسق و فجور بڑھنے کا باعث بزرگوں کو متہم کرنا ہے۔

ولولا فضل اللہ۔ حضرت عائشہ کی عمر ۶ سال کی تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا۔ اور ۹ برس کی عمر تھی۔ جب نبی کریم اپنے گھر میں لے آئے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ ہم بہت سی معمولی غذا تنگی سے کھاتے تھے۔ بھلا ۹ برس کی لڑکی کہاں موٹی تازہ ہو گی۔ حضرت عائشہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئی تھیں۔ اونٹوں کے چلانے والے لوگ بڑے کج خلق اور تند خو ہوتے ہیں حضرت عائشہ ایک مقام پر ذرا قافلہ سے باہر پاخانہ کی حاجت رفع کرنے کے لئے گئیں وہاں

گلے کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کے دانے چننے لگیں۔ ذرا دیر ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی گھنٹہ جرس نہ تھا۔ اونٹ والوں نے اونٹ کس لئے۔ اور قافلہ روانہ ہوگیا حضرت عائشہ واپس آئیں۔ تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے۔ آپ نے سوچا جس وقت نبی کریم مقام پر پہونچیں گے اور مجھ کو نہ پائیں گے۔ تو کسی کو لینے بھیجیں گے۔

قافلوں میں ایک شخص قافلہ سے پیچھے رہتا ہے۔ وہ آیا۔ تو آپ اس کے اونٹ پر سوار ہو کر آئیں۔ اور بعض منافقین نے بے ہودہ بکواس شروع کی۔ اللہ تعالیٰ بریت کر کے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اگر فضل الٰہی سے معافی نہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہ پر اتہام ان سب کو تباہ کر دیتا۔

اولو الفضل۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ

مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ ۔ سورہ النور ۔ رکوع ۱۰)

فارجعوا۔ لوٹ جاؤ۔ مگر آج کل کے مسلمان تو ناراض ہوتے ہیں اور طرح طرح کے شبہے کرتے ہیں۔ ایسی تعلیم بہت ہی نفع کی ہے۔ جب تم کسی گھر میں بغیر اجازت جا نہ سکو گے۔ تو کسی کے عیب پر اطلاع بھی نہ پاؤ گے اور اس طرح مطاعن۔ عیب چینی سے بچو گے۔

یغضوا من ابصارھم۔ پولیس بھی شرارتوں کے روکنے کے لئے کسی حد تک مفید ہے اور ضرور چاہیئے لیکن بعض ایسے گناہ ہیں۔ کہ پولیس اس میں کچھ نہیں کر سکتی وہاں شریعت کام دیتی ہے۔ ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں۔ کہ ایک ہی نگاہ میں ہلاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مومنوں سے کہہ دو نگاہیں نیچی رکھیں میں تو ایسے برقع کا دشمن ہوں کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہیں ہوتی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے۔ تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو۔ اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہوگا۔

لا یبدین زینتھن۔ عرب میں ناک کے لئے کوئی زیور نہیں ہوتا۔ اسی واسطے ہماری شریعت میں ناک کے زیور کا ذکر نہیں۔

ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن۔ اور اوڑھنیوں کے گریبان پر ڈالنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگٹ لٹکا کر گردن تک اس گھونگٹ کو لٹکا لو پھر نظر بھی ضرور نیچے رہے گی۔

او نسائھن۔ اس میں سے ظاہر ہے۔ کہ ہر مذہب کی عام عورتوں کو اجازت اندر آنے کی نہیں۔ میں نے اس کے بڑے بڑے فساد دیکھے ہیں۔

لا تکرھوا۔ رنڈیاں نہ بناؤ۔ رسم بد کا استیصال کیا۔

مورخہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ ۔ سورہ النور ۔ رکوع ۱۱)

ابتدا سورہ میں فرمایا کہ ہم نے بڑے ضروری احکام اس سورہ میں دئے۔ پھر فرمایا۔ کہ زنا بری چیز ہے (ب) کسی گھر میں بلا اجازت جانا منع ہے (ج) کسی پر عیب لگانا بہت برا ہے۔ لیکن ساتھ بدی کو دور کر دینے کا حکم ہے۔ نور سے تمیز پیدا ہوتی ہے۔ اور تمام علوم خدا ہی کی طرف سے آتے ہیں۔

ظلمت میں جو چیز پڑی ہوتی ہے۔ اس کی خوبی یا نقص کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اندھیرے میں کیسے ہی گل و گلزار ہوں۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہوں۔ مگر جب تک روشنی نہ آوے۔ کچھ تمیز نہیں ہو سکتی۔

اللہ نور السمٰوات والارض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جہان میں جو کچھ عجائبات دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے۔ یعنے حضرت حق سبحانہ کے نور کا ظہور ہے۔

اللہ تعالےٰ کا نور جن پر پڑتا ہے۔ انہیں بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنا دیا۔

مثل نورہ۔ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور کی مثال یہ ہے

کمشکوٰۃ۔ ایک طاق ہو اس میں چراغ رکھ دیں۔

المصباح فی زجاجۃ۔ اس کے اوپر ایک چمنی رکھ دیں۔ چمنی کے رکھنے سے کاربن جلنے کے سبب دھواں جاتا رہتا ہے۔

الزجاجۃ کانھا کوکب دری۔ پھر اس چمنی کے اوپر ایک اور گلوب (چمکتا ہوا) رکھ دیا۔ اس گلوب کے رکھنے سے اس کے خراب اجزاء جلکر بھڑک اٹھتے ہیں۔ پھر وہ چراغ ستارے کیطرح ہو جاتا ہے۔ وہی جو ظلمت کو دور کرے۔ دھواں نہ ہے

یوقد من شجرۃ مبارکۃ۔ اس چراغ میں کوئی تیل ہو۔ پر وہ تیل برکت والا ہو جو نہ شرقی میں سے نہ غربی میں۔ (دنیا کا نہ ہو) یعنے فضل الٰہی کا تیل اس میں ڈالیں۔

ولو لم تمسسہ نار۔ پھر اس تیل کو آگ لگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ تو الٰہی فضل ہے۔ وہ کوکب دری بنے گا الٰہی فضل سے۔

نور علیٰ نور۔ نور تو وہ پہلے ہی ہے۔ پھر طاق۔ چمنی۔ گلوب نور علیٰ نور ہو گیا۔

یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔ اس نور میں تم کیا نظر آتی ہیں۔ ہدایت کی نظر آئے گی۔

فی بیوت۔ یہ نور چند گھروں میں ہوگا۔ اب اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ گھر چھوٹے نظر آتے ہیں۔ مگر وہ دن آتا ہے۔ کہ بڑے ہو جائیں گے۔

یذکر فیھا اسمہ۔ ان گھروں میں اللہ کا بہت ذکر رہتا ہے۔ یعنے خدا کی باتیں ہی صبح شام کرتے رہتے ہیں۔

لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا۔ پہلے لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع سے بتایا۔ کہ وہ آجکل تجارت کرتے ہیں۔ عنقریب خلفاء راشدین میں سے ہوں گے۔

مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ ۔ رکوع ۱۲ ۔ سورہ نور ۔ رکوع ۶)

یسبح لہٗ۔ اس کی فرمانبرداری میں لگے ہوتے ہیں۔

والطیر صٰفّٰت۔ اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ دنیا دیکھ لیگی۔ پرند ان کفار کی لاشیں نوچ

نوچ کر کھائیں گے۔

والی اللہ المصیر۔ خدا کی طرف انسان نے پہنچنا ہے۔

یزجی سحابا۔ دریا۔ سمندر۔ آدمی کے اندر سے سب جگہ سے پانی بھاپ بن کر اوپر کو جا رہے ہیں اور مختلف جگہوں کے قطرے ایک دوسرے کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی افواج میں دور دراز سے لوگ شامل ہوں گے۔

ودق۔ نالیاں۔

من السماء۔ بادلوں سے۔

یصیب۔ بعض اشیاء کو نقصان پہنچتا ہے۔

یقلب۔ رات کیوقت دن ہو جانا۔ تھوڑا عرصہ گذرا۔ اسوقت ۹ بجے رات ہو جاتی تھی۔ آجکل روز روشن ہے۔

ماء۔ نطفہ کا پانی۔

لقد انزلنا۔ اس سورۃ میں پیشگوئیاں صاف صاف کر دی ہیں۔

واللہ یھدی۔ ان باتوں سے جو چاہے سیدھی راہ نکال سکتا ہے۔

یقولون۔ مونھ سے کہتے ہیں۔ عمل نہیں۔ اسمیں اشارہ ہے۔ کہ تقیہ کرنے والے مخالفین خلفاء مومن کہلائیں گے۔

دعوا۔ ان کے مطلب کے برخلاف اللہ رسول کا حکم ہو۔ تو اعراض کرتے ہیں۔

یکن لہم۔ ان کے مطلب کے مطابق (حق) شریعت کا مسئلہ ہو تو ماننے کو طیار ہو جاتے ہیں۔

مورخہ ۱۲ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ النور۔ رکوع ۱۳)

یتقہ۔ اصل میں یتقی تھا۔ جزم کی وجہ سے ی اڑی۔ تو ہ سکنہ کی لگائی گئی۔ ق مکسور ماقبل مفتوح۔ لہذا ق ساکن ہوا۔

ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ایک نور معرفت کا ہوتا ہے۔ جس سے بھلے بُرے کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ نور ان گھروں میں ہوتا ہے۔ جن گھروں میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ تاجر ہیں ان کے گھر چھوٹے ہیں۔ پر کسی دن اللہ ان گھروں کو بڑا بنا دیگا۔ چنانچہ اس قرآن شریف کا جمع کرنے والا حضرت ابوبکر صدیق ہے۔ پھر حضرت عمرؓ۔ پھر حضرت عثمان رضؓ اس کے شائع کرنے والے۔ پھر حضرت علیؓ جن سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہونچے۔ میں نے بھی خود بلا واسطہ حضرت علی سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان رکوعوں میں یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ انصار میں خلافت نہ ہوگی۔ بلکہ مہاجرین میں۔ پھر یہ بتایا۔ کہ ان کا مقابلہ مسلمان بھی کریں گے۔ اور کفار بھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت اسی طرح ہوئی۔ بعض لوگ خلافت کے قائل نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی مثال دی۔ کہ ایک وہ جو کفر کے سمجھارات کو پانی سمجھے دوسرے وہ جو شریعت کے سمندر میں بھی ہو کر مقابلہ کریں گے۔

انجام یہ کہ چرند پرندان کا گوشت کھائیں گے۔ خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت مشکلات تھے۔ لشکر حضرت اسامہ رضؓ کے ساتھ روانہ کر دیا گیا تھا۔

ادھر عرب میں جابجا بغاوت پھیل گئی۔ کئی لوگ آمادہ بغاوت تھے کہ وہاں ایک عقلمند انسان پہونچ گیا۔ کہ تم ایمان لانے میں سب سے پیچھے تھے۔ اب مرتد ہونے میں سب سے پہلے ہو۔ تو اس پر وہ باز آگئے۔

اذا فریق منہم معرضون۔ یہ جس گروہ کا ذکر ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں نہ حضرت عثمان و علی رضؓ کے زمانے میں غرض کبھی مظفر و منصور نہیں ہوا۔ مگر دوسرا فریق سمعنا و اطعنا کہنے والا۔ مظفر و منصور رہا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرما دیا۔ واولٰئک ھم المفلحون۔

لیستخلفنہم۔ خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

ولیمکنن لہم۔ یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے۔ کہ انہیں تمکین دے گا اُن پر خوف بھی آئے گا۔ مگر وہ خوف امن سے بدلا جاویگا۔ برخلاف اس کے جو ان کے منکر ہوئے۔ وہ فاسق ہونگے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کنجروں سے رنڈیوں سے پوچھو تو اپنے تئیں اسی گروہ کی خادم بتاتی ہیں۔ جو کافر ابوبکرؓ و عمرؓ ہے۔

لعلکم ترحمون۔ جاذب رحم کیا ہے۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ اطاعت رسول۔ حضرت ابوبکر کے وقت زکوٰۃ کے لئے جنگ بھی ہوئی۔

مورخہ ۲۲ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ نور۔ رکوع ۱۴)

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ۔ اندھوں سے لوگ قسم قسم کی پرہیز کرتے ہیں۔ بعض احمق آدمی نابینا کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ جو بے بنیاد بات ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا جانشین بنایا۔ جسمیں نماز پڑھانا شامل ہے۔

من بیوتکم الی او بیوت خٰلٰتکم۔ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اسمیں ارشاد ہے۔ کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔

فاذا دخلتم بیوتاً۔ جب اپنے گھروں میں جاؤ۔ تو سلام علیک کہو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔ کہہ لیا کرو۔ اکثر گھروں میں اس کا عملدرآمد نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان گھروں میں سلامتی بھی کالعدم ہے۔ سفر السعادۃ جنھوں نے لکھی ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے آٹھویں صدی کو آئے بڑی خوبی کے آدمی تھے انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں بادشاہوں کو سلام علیک کہنے کا رواج نہیں۔ اس کا یہ نتیجہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ سلطنت بھی نہ رہی۔

مورخہ ۲۳۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸۔ سورہ النور ۔ رکوع ۱۵)

لا تجعلوا دعاء الرسول ۔ اس بات کا خیال رکھو ۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پکار ایسی نہ ہو ۔ جیسی اوروں کی پکار ہوتی ہے ۔ مومن کو نہ چاہیئے ۔ کہ نبی کریمؐ کے بلانے کو بھی ایسا ہی سمجھے ۔ جیسا اوروں کے بلانے کو ۔

یہان سورہ نور کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورہ فرقان

(پارہ ۱۸ ۔ رکوع ۱۶)

مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

یہ سورۃ صحابہ کی تاریخ ہے ان کے سچے حالات اس مین درج ہین ۔ سورہ مومنون مین عام مومنون کو بشارت دی ہے ۔ النور مین خلفاء کی خصوصیت بیان فرمائی ہے ۔ اس مین صحابہ کی تاریخ اور حالات درج ہین ۔

نزل الفرقان ۔ الفرقان یوم البدر جو دشمنون کی کمر کو توڑ دے ۔ وآدمی مکہ مین بڑے شریر تھے ۔ وہ تو بری طرح ہلاک ہوئے ۔

للعالمین نذیراً ۔ کفار بدر کی ہلاکت تمام جہان کے لئے نشان ہوگی ۔

لم یتخذ ولداً ۔ جب ولد نہین تو کسی کا کیا لحاظ جب قوم بگڑی نذیر آگیا اسمین پیشگوئی ہے ۔ کہ ابن اللہ کہنے والے بھی مفتوح ہونگے ۔ اور مشرک بھی ۔

انزلہ الذی یعلم السر ۔ وقالوا اساطیر الاولین ۔ کا جواب ہے ۔ کہ یہ کہانیان نہین ہین ۔ پیشگوئیان ہین ۔

مال ھذا الرسول ۔ یہ تو انسان ہے حالانکہ لکھا تھا ۔ خدا فاران کے پہاڑ سے آیا ۔

یلقیٰ الیہ ۔ یہ مطالبہ بعض پیشگوئیون کی بنا پر تھا ۔ کہ اس کے ہاتھ تو قیصر وکسریٰ کے خزائن اور جنت شام آنے چاہیئن ۔ یہ سب کچھ ہوا ۔ مگر وہ جلد باز تھے ۔ وہ کچھ فائدہ نہ اوٹھا سکے ۔

مسحوراً ۔ جو روٹی کھائے پانی پیئے (۲) بڑا ساحر ۔ (۳) جس پر کسی کا جادو چل جاوے ۔

مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۸ ۔ سورہ الفرقان رکوع ۱۷)

غنیمۃ الانہار ۔ دنیا مین بھی یہ باتین پیشگوئی کے رنگ مین پوری ہوئین مسلمان ایسے باغات کے وارث ہوتے ۔ جن کے نیچے جیحون ۔ سیحون ۔ گنگا جمنا بہتے ہین اور ایسے ملکون کے وارث ہوئے ۔ جنہین قیصر وکسرےٰ کے محل تھے ۔

مقرنین ۔ عمائد مکہ کی مشکین اس دنیا مین بھی کسی گئین ۔

ثبوراً ۔ (۱) صرف (نجات) (۲) ہلاکت

نسوا الذکر ۔ اللہ کی یاد چھوڑ دیتے ہین ۔

فتنۃ ۔ ایک تندرست ہوتے ہین ۔ ایک مریض ۔ ایک بادشاہ ۔ ایک اولوالعزم رسول ۔ ایک غنی ۔ ایک فقیر ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ صبر کرنے والون کے ساتھ ہم ہوتے ہین ۔

اسجگہ پارہ اٹھارہوان کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ رب العالمین ؎

(سورہ نور و فرقان)

نور فرقان ہے جو سب نورون سے اجلیٰ نکلا   پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے   جو ضروری تھا وہ سب اسمین مہیا نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں مین تشبیہ   وہ تو ہر بات مین ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰؑ کا عصا ہو فرقاں   پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور   ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا مین ؎

جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا ؎